ماہنامہ خالد ربوہ

اکتوبر ۱۹۸۷

(ایڈیٹر)
عبدالسمیع خان

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الہام
"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"
کے پورا ہونے کا رفیع الشان نشان — جلسہ سالانہ
لندن کے دوسرے روز یکم اگست ۱۹۸۷ء کو امام جماعت
احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے نائیجیریا کے دو ۲
بادشاہوں کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے کپڑے کا تبرک عطا فرمایا

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے والے نائیجیریا کے دو ۲ بادشاہ

خوش نصیب بادشاہوں کے نام :-

۱- اوبا سانیو اے - ایڈیلے فولالو
۲- اوبا جان اولاگن لے اوجو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ ربوہ

خالد

اخاء ۱۳۶۶ ہش ۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء

جلد ۳۴ ــــ شمارہ ۱۲

ایڈیٹر

عبدالسمیع خان

قیمت

ماہانہ .... دو روپے پچاس پیسے
سالانہ .... پچیس روپے

اس شمارہ میں

پبلشر: مبارک احمد خالد ٭ پرنٹر: قاضی منیر احمد ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ ٭ رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۸۳۰

اداریہ

رحمتِ مجسّم

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ حنین کے بعد جعرّانہ کی طرف محوِ سفر تھے کہ ایک صحابی ابو رہم رضی کی اونٹنی حضور کی اونٹنی سے بھڑ گئی اور ان کے جوتے کا کنارہ حضور کی ران سے ٹکرایا۔ اور اس پر خراش آ گئی۔ جس سے حضور کو سخت تکلیف پہنچی۔ اور آپ نے ابو رہم رضی کے پاؤں پر ہلکا سا کوڑا مار کر فرمایا:۔

"پاؤں ہٹاؤ میری ران میں خراش آ گئی ہے"

ابو رہم رضی بہت خوفزدہ ہوئے کہ مبادا وحی کے ذریعہ بھی اس گستاخی کی تنبیہہ ہو۔

صبح کو جب قافلہ جعرانہ پہنچ کر خیمہ زن ہؤا تو ابو رہم رضی حسبِ معمول اونٹ چرانے نکل گئے۔ مگر دل میں کھٹکا بدستور موجود تھا۔ اس لئے واپس آتے ہی لوگوں سے دریافت کیا تو بظاہر اس خطرہ کی صحت کے آثار نظر آئے۔ معلوم ہؤا کہ حضور نے یاد فرمایا تھا چنانچہ یہ ڈرتے ڈرتے حاضرِ خدمت ہوئے مگر یہ قیصر و کسریٰ کی بادشاہی نہ تھی جس میں ادنیٰ سی گستاخی بھی سخت ترین پاداش کا مستحق بنا دیتی تھی۔ بلکہ یہ رحمۃ للعالمین کا دربار تھا جس میں آقا و غلام اور مالک و مملوک کا کوئی امتیاز نہیں تھا اور جس کی تعزیرات میں غیظ و غضب، سزا اور انتقام سے زیادہ لطف و ترحّم کی دفعات تھیں۔

ابو رہم پیش ہوئے، تو حضور نے فرمایا کہ تم نے کل مجھے تکلیف پہنچائی تھی اس کے بدلہ میں مَیں نے تمہارے پَیر کو کوڑے سے ہٹایا تھا اب اس کے عوض یہ ۸۰ بکریاں انعام کے طور پر لے لو۔

حضرت ابو رہم رضی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسوقت کی رضامندی میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔ (طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۲۴۴ سُنن الدارمی باب فی سخاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

جواہر پارے

عالی مرتبہ کا نبیؐ

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبیؐ جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اُس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیرِ قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دُنیا سے گُم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اُس کو دُنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوعِ انسان کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاءؑ اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر افاضہ اُس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کو دی گئی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی)

نیز فرمایا :-

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلۂ نبوّت میں سے اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام مُحَمَّد مُصطفیٰ و اَحمد مُجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔"

(سراج منیر)

سیرۃ النبیؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ اور یقینِ کامل

اسوۂ کاملؐ کی زندگی کے ۱۰ عظیم الشان واقعات

(محترم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر مربی سلسلہ احمدیہ)

سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور وحدانیت اور اپنی رسالت و نبوت پر کامل ایمان کا عملی مظاہرہ کیا۔ اور آپؐ کو غیر متزلزل یقین تھا کہ خداوند کریم کی تائید و نصرت ہمیشہ اور ہر حال میں آپؐ کو حاصل ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی بے یار و مددگار نہ چھوڑیگا۔ گویا آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ توحیدِ کامل کی عملی تفسیر تھا۔ اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دس واقعات اختصار کے ساتھ بیان کرنیکی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ ایک دن مکہ کے رؤساء جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور اُن سے کہا۔ آپ ہمارے رئیس ہیں اور آپ کی خاطر ہم نے آپ کے بھتیجے کو کچھ نہیں کہا۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ کے ساتھ ہم آخری فیصلہ کریں۔ آپ اسے سمجھائیں اور اس سے پوچھیں آخر وہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ عزت کی خواہش ہے تو ہم اُسے اپنا سردار بنانے کے لیے تیار ہیں۔ اگر دولت چاہیئے تو ہم میں سے ہر شخص اپنے مال کا کچھ حصہ دینے کو تیار ہے کہ وہ امیر ترین بن جائے۔ شادی کی خواہش ہے تو مکہ کی جس لڑکی کو پسند کرے اس کا بیاہ اُس سے کرانے کے لیئے تیار ہیں۔ ہم اس کے بدلہ میں صرف اتنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے معبودوں کو بُرا کہنا چھوڑ دے۔ اگر وہ نہ مانے تو پھر آپ کو اپنا بھتیجا چھوڑنا ہوگا یا آپ کی قوم آپ کو چھوڑ دے گی۔ ابوطالب کیلئے بھی کڑا امتحان تھا۔ ہاتھ سے سرداری جارہی تھی۔

ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلا کر کہا اے میرے بھتیجے! اب تیری تبلیغ سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کر دیں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تُو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شرّ البریّہ کہا۔ اور ان کے قابلِ تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنّم اور وقود النار رکھا۔ اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذریّتِ شیطان اور پلید ٹھہرایا۔ مَیں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور تبلیغ سے باز آجا۔ ورنہ مَیں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا۔ اے چچا! یہ دشنام دہی نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے۔ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے۔ آپ بے شک میرا ساتھ چھوڑ دیں اور اپنی قوم کے ساتھ مل جائیں۔ مجھے خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم ہے کہ اگر سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لاکھڑا کر دیں تب بھی میں خدا تعالیٰ کی توحید کا وعظ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ مَیں اپنے کام میں لگا رہوں گا یہاں تک کہ خدا اس میرے دین کو غالب کر دے یا مَیں اسی جدوجہد میں ہلاک ہو جاؤں۔

کیسا غیر متزلزل یقین اور ایمان تھا آپؐ کو خدائی مشن اور اپنی رسالت پر اور کیا ہی عظیم الشان تھا آپؐ کا عزم و استقلال۔ ابوطالب متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہو رہی تھی۔ حتیٰ کہ حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابوطالب کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ مَیں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا۔ جا اپنے کام میں لگا رہ۔ جب تک مَیں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے مَیں تیرا ساتھ دوں گا۔

۲۔ جب مکہ میں دعوت الی اللہ اور تبلیغ حق کے سب راستے بند ہو گئے اور کوئی شخص آپؐ کی بات سننے کو تیار نہ ہوا تو آپؐ نے طائف کے لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچانے کا ارادہ کیا۔ جب آپؐ طائف پہنچے تو وہاں کے رؤساء آپؐ سے ملے مگر کوئی شخص حق کو قبول کرنے کو تیار نہ ہوا۔ طائف کے اوباشوں نے کتے اپنے ساتھ لئے، لڑکوں کو اکسایا اور پتھروں سے اپنی جھولیاں بھرلیں اور نہایت بے دردی سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھراؤ کرنا شروع کیا۔ شہر سے کئی میل دُور تک آپؐ کا پیچھا کیا۔ آپؐ کا سارا بدن لہولہان ہو گیا۔ جب یہ لوگ آپؐ پر پتھر برساتے ہوئے پیچھا کر رہے تھے تو خدا کے حبیب رحمۃ للعالمین اس ڈر سے کہ خدا تعالیٰ کا غضب ان پر نہ بھڑک اٹھے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور نہایت الحاح سے دعا کرتے۔ الٰہی! ان لوگوں کو معاف کر، یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ ایک طرف ظلم کی انتہاء ملاحظہ ہو اور اس ظلم کے جواب میں رحم و کرم اور شفقت و ہمدردیٔ خلق پر غور کریں تو دل سے بے ساختہ دعا نکلتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپؐ کے پاس بھیجا کہ اگر آپ چاہیں تو طائف کی بستی کو دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس دیا جاوے۔ مگر آپؐ نے کہا نہیں نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی اولادیں ایمان لے آویں۔ سر ولیم میور جیسا دشمن اسلام بھی اس سفر میں آپؐ کی بےنظیر قربانی اور استقامت اور آپؐ کے اپنی رسالت پر پختہ یقین و ایمان کے متعلق گواہی دینے پر مجبور ہو گیا۔ وہ اپنی کتاب ”دی لائف آف محمدؐ“ میں لکھتا ہے:۔

> ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طائف کے سفر میں ایک شاندار اور شجاعانہ رنگ پایا جاتا ہے۔ اکیلا آدمی جس کی قوم نے اُسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور اُسے دھتکار دیا خدا کے نام پر بہادری کے ساتھ نینوا کے یوناہ نبی کی طرح ایک بُت پرست شہر کو توبہ کی اور خدائی مشن کی دعوت دینے کے لیے گیا۔ یہ امر اُس کے اِس ایمان پر

کہ وہ اپنے آپ کو کلی طور پر خدا کی طرف
سے سمجھتا تھا ایک بہت تیز روشنی ڈالتا ہے۔"

۳۔ آپؐ مدینہ کی ہجرت کے وقت ننگی تلواروں
کے ساتھ محاصرہ کرنے والوں کے سامنے سے گزرے
اور وہ بجائے حملہ کرنے کے سمٹ سمٹ کر آپؐ سے چھپنے
لگ گئے تاکہ اُن کے ارادوں کی محمدؐ کو خبر نہ ہو جائے۔
(صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھا آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا خدا کی ذات اور اس کی تائید و نصرت پر
ایمان اور خدائی نصرت کا نشان۔ سبحان اللہ۔

۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں
جب سرورِ دو عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور میں
ٹھہرے ہوئے تھے قریش مکہ کے کھوجی نے اس غار کے
پاس پہنچ کر پورے یقین کے ساتھ اعلان کیا کہ یا تو
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس غار میں ہے یا آسمان پر
چڑھ گیا ہے۔ اُس کے اس اعلان کو سُن کر رسول اللہؐ
کی حفاظت کے خیال سے حضرت ابوبکرؓ کا دل بیٹھنے
لگا اور انہوں نے آہستہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا کہ دشمن سر پہ آپہنچا ہے اور اب کوئی دم میں غار
میں داخل ہونے والا ہے۔ آپؐ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ
اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ اے ابوبکرؓ! ڈرو نہیں خدا ہم
دونوں کے ساتھ ہے۔ اہلِ دنیا خدا کے وجود اور محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرتے ہیں تو یہ اُن
کی بد نصیبی ہے مگر اس تاریخی واقعہ سے انکار ان کیلئے
ناممکن ہے۔ ہجرت کا یہ واقعہ ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ
حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ
واقعی آپؐ کے ساتھ ہے۔ اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد پر اور اپنی رسالت
پر اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر کامل ایمان تھا۔

۵۔ غزوۂ بدر میں مُٹھی بھر ایمانداروں کو جن کے
پاس پورے ہتھیار بھی نہ تھے اور جن میں بچے بھی شامل
کر کے تین سو تیرہ کے قریب تعداد پوری ہو سکی تھی انہیں تجربہ کار
جنگجو اور خون کے پیاسے دشمن کے سامنے صف آراء
کر کے جن کی تعداد مسلمانوں سے تین گنا زیادہ تھی حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قادرِ مطلق خدا کے
آستانہ پر گر گئے۔ جس کی تائید و نصرت پر آپؐ کو کامل
یقین تھا اور اپنی عبودیت و بشریت کا اقرار بھی تھا
نہایت الحاح اور تضرع سے دعا کرنے میں مصروف
ہو گئے۔ دیر تک نہایت درد اور تڑپ سے دعا کرتے
رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس درد
و کرب سے بے قرار ہو کر آپؐ کا بازو پکڑ کر اُٹھایا۔ اور
عرض کی یا رسول اللہ اب بس کیجئے۔ آپؐ نے سجدہ سے
سر اٹھایا اور فرمایا سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ
الدُّبُرَ۔ یقیناً دشمن کا لشکر شکست کھائے گا اور
پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گا۔ اور زمین پر سے ریت
و سنگریزوں سے مُٹھی بھر کر دشمن کی طرف پھینکی۔ خداوند
کریم نے آندھی سے مدد فرمائی۔ آپؐ کی آہ و بکا اور
تضرعات اپنی ذات کے لیئے نہ تھیں اور نہ ہی دنیاوی
فتح کے لیئے تھیں بلکہ دعائیں تھیں تو صرف یہ کہ اے میرے
رب! ساری دنیا کے پردہ پر صرف یہی چھوٹی سی جماعت
تیری عبادت کرنے والی ہے اے میرے رب! اگر یہ
لوگ آج اس لڑائی میں مارے گئے تو تیرا نام لینے
والا کون باقی رہے گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعا کو
شرفِ قبولیت بخشا اور عظیم الشان فتح عطا فرمائی بڑارانِ
مکہ کی اکثریت وہیں ڈھیر ہوئی جس سے مشرکینِ مکہ کی

کمر ٹوٹ گئی۔ ابوجہل کو انصار کے دو بچوں نے واصلِ جہنم کیا۔ غزوہ بدر کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرقان قرار دیا ہے۔ گویا اس دن حق و باطل میں نمایاں فرق کر کے دکھلا دیا گیا۔

۶۔ غزوہ اُحد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور کئی زخمی ہوئے حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدید زخمی ہو گئے۔ مشہور ہو گیا کہ آپؐ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ آپؐ زخمی ہونے کی حالت میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ جب دامنِ کوہ میں مسلمانوں کا بچا کھچا لشکر کھڑا تھا تو ابوسفیان نے بڑے زور سے آواز دی اور کہا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا ہے۔ حضورؐ نے جواب نہ دیا۔ تا ایسا نہ ہو کہ دشمن حقیقتِ حال سے واقف ہو کر حملہ کر دے اور زخمی مسلمان پھر دوبارہ دشمن کے حملہ کا شکار ہو جائیں۔ جب اِدھر سے کوئی جواب نہ ملا تو ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ واقعی آپؐ قتل ہو چکے ہیں۔ تب اُس نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے متعلق بھی کہا کہ ہم نے ان کو مار دیا۔ حضرت عمرؓ جوش میں آکر جواب دینے لگے تو حضورؐ نے منع فرما دیا۔ اِس پر ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ یہ سب مارے گئے ہیں تو اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے خوشی سے نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبُل۔ اُعْلُ ھُبُل۔ ہمارے معزز بُت ہبل کی شان بلند ہو کہ اُس نے آج ان لوگوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی موت کے اعلان پر، ابوبکرؓ کی موت کے اعلان پر اور عمرؓ کی موت کے اعلان پر مصلحتاً خاموشی کا ارشاد فرما رہے تھے تا ایسا نہ ہو کہ زخمی مسلمانوں پر پھر کفار کا لشکر لوٹ کر حملہ کر دے اور مٹھی بھر زخموں سے چُور مسلمان اُن کے ہاتھوں شہید ہو جائیں۔ مگر اب جبکہ خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہوا اور شرک کا نعرہ میدان میں لگایا گیا تو آپؐ کی رُوح بے تاب ہو گئی اور آپؐ نے نہایت جوش سے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کیا کہیں؟ فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کہ ہُبل بُت کی شان بلند ہوئی، اللہ وحدہٗ لاشریک ہی معزز ہے، اور اسی کی شان بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تصرف دیکھئے۔ باوجودیکہ دشمنوں کے لیئے مادی قوانین کے لحاظ سے زخمی مسلمانوں پر حملہ کر کے ہلاک کر دینا آسان تھا مگر دشمن کو جرأت نہ ہوئی اور جس قدر عارضی فتح اُن کو ملی تھی اُسی کی خوشیاں مناتے ہوئے مکہ کو واپس چلے گئے۔

۷۔ ماہ شوال ۵ھ یعنی آخر فروری و مارچ ۶۲۷ء کا واقعہ ہے، سخت سردی کے دن تھے کہ عرب کے مضبوط و جوان تجربہ کار بیس پچیس ہزار جنگجو سپاہی مدینہ پر چڑھائی کر کے آ گئے۔ مدینہ میں مسلمان سپاہیوں کی تعداد بارہ سَو اور پندرہ سَو کے درمیان تھی۔ حضورؐ کو اس حملہ کی خبریں مل رہی تھیں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے، مدینہ کی ایک جانب کُھلا میدان تھا اس طرف خندق کھود دی گئی۔ کھُدائی کے دَوران ایک پتھر نکلا جو لوگوں سے ٹوٹتا نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے، اپنے ہاتھ میں کدال پکڑی اور زور سے اس پتھر پر ماری۔ پتھر میں سے روشنی نکلی اور آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر۔ پھر دوبارہ کدال ماری تو روشنی نکلی، پھر آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر۔ پھر آپؐ نے تیسری دفعہ کدال ماری اور پھر پتھر سے روشنی نکلی اور

ساتھ ہی پتھر ٹوٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے تین بار اللہ اکبر کیوں فرمایا؟ آپؐ نے فرمایا پتھر پر کدال پڑنے سے تین دفعہ جو روشنی نکلی تینوں دفعہ مجھے آئندہ ترقیات کا نقشہ خدا نے دکھایا۔ پہلی دفعہ کی روشنی میں مملکتِ قیصر کے شام کے محلات دکھلائے گئے اور ان کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔ دوسری دفعہ کی روشنی میں مدائن کے سفید محلات دکھلائے گئے اور مملکتِ فارس کی کنجیاں مجھے دی گئیں تیسری دفعہ کی روشنی میں صنعاء کے دروازے مجھے دکھائے گئے۔ اور مملکتِ یمن کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔ پس تم خدا کے وعدوں پر یقین رکھو دشمن تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔

ذرا غور کیجئے۔ دشمن اپنی ساری قوت کے ساتھ مدینہ اور اس کے باشندوں کو نیست و نابود کرنے آ رہا ہے مٹھی بھر مسلمان سردی اور بھوک کی تکلیف کے علاوہ اپنی کمزوری، بے بسی اور بے سرو سامانی کی وجہ سے مدینہ میں محصور ہو کر رہ گئے اور عین محاصرہ کے وقت یہودیوں نے بھی نقضِ عہد کر کے مشرکین کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ ظاہری حالات میں مسلمانوں کی ہلاکت یقینی نظر آرہی تھی لیکن خدا کا رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو فتوحاتِ عظیمہ کی خوشخبری سُناتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدقِ دل سے اس خوشخبری پر ایمان لاتے ہیں۔ کیا ایسے پختہ ایمان و یقین اور توکل علی اللہ اور تائیداتِ خداوندی پر کلی بھروسہ کی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟

بیس بائیس دن تک محاصرہ جاری رہا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! خاص دعا کریں۔ آپؐ نے فرمایا تم لوگ گھبراؤ نہیں تم اللہ سے یہ دعا کیا کرو کہ تمہاری کمزوریوں پر پردہ ڈالے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور گھبراہٹ کو دُور کرے۔ اور پھر آپؐ نے خود بھی اس طرح دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ۔ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَ زَلْزِلْھُمْ۔ اور اسی طرح یہ دعا کی۔ یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ یَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ اکْشِفْ ھَمِّیْ وَ غَمِّیْ وَ کَرْبِیْ فَاِنَّکَ تَرٰی مَا نَزَلَ بِیْ وَ بِاَصْحَابِیْ۔ اے اللہ! جس نے قرآن کریم مجھ پر نازل کیا ہے جو بہت جلد اپنے بندوں سے حساب لے سکتا ہے۔ یہ گروہ جو جمع ہو کر آئے ہیں اِن کو شکست دے اور ہمیں اِن پر غلبہ دے اور ان کے ارادوں کو متزلزل کر دے۔ اے دردمندوں کی دُعا سُننے والے! اے گھبراہٹ میں مبتلا بندوں کی پکار کا جواب دینے والے! میرے غم اور میری فکر اور میری گھبراہٹ کو دُور فرما کیونکہ تُو ان مصائب کو جانتا ہے جو مجھے اور میرے ساتھیوں کو درپیش ہیں ــــــ خدائے قادر و توانا مدد کو آ پہنچا اور سخت آندھی نے دشمن کو تتر بتر کر دیا۔ قناتوں کے پردے توڑ دیئے۔ چولھوں پر سے ہنڈیاں گرادیں اور بعض قبائل کی آگیں بجھا دیں اور دشمن مدینہ کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔

۸۔ سنہ ۶ ہجری میں حدیبیہ مقام پر کفارِ مکہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ طے پایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں کی شرائط کو مان چکے تھے مگر ان ظالمانہ شرائط کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں بے انتہا رنج اور افسوس پیدا ہوا اور غصہ سے ان کا خون کھولنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ضبط نہ کر سکے اور بے چین ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ

ابوبکرؓ! کیا محمدؐ اللہ کے رسول نہیں؟ آپ جواب دیا۔ کیوں نہیں یقیناً آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم حق پر نہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کیوں نہیں یقیناً ہم حق پر ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا تو پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی ذلت کیوں برداشت کریں جبکہ ہمارے مُردے جنت میں ہوں گے اور مشرکین کے مُردے جہنم میں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے عمرؓ! اس شاہسوار کی رکاب تھامے رکھ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ مگر ان کا جوش ٹھنڈا نہ ہُوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہی سوالات دُہرائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی جوابات دیئے جو حضرت صدیقؓ نے دیئے تھے اور فرمایا اَنَا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ لَنْ اُخَالِفَ اَمْرَہٗ وَلَنْ یُّضَیِّعَنِیْ۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ خدا کے حکم کے خلاف ہرگز نہ کروں گا اور وہ بھی ہرگز ہرگز مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ اللہ کتنا پختہ ایمان ہے اپنی رسالت پر اور کتنا مضبوط یقین ہے خدائی وعدوں پر اور اس کی تائید و نصرت پر۔

تاریخ گواہ ہے کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو ضائع نہ کیا بلکہ اس صلح کو فتح مبین قرار دیا اور آئندہ فتوحات کا پیش خیمہ بنا دیا۔ اس صلح کا نتیجہ تاریخ نے یوں ریکارڈ کیا ہے۔ ۲ھ میں جنگ بدر ہوئی ۳۱۳ مسلمان سپاہی تھے۔ اس کے بعد غزوہ اُحد میں ان کی تعداد سات سَو ہوئی۔ ۵ھ غزوہ احزاب میں لڑائی کے قابل مسلمان قریباً بارہ سَو تھے۔ اور ۶ھ میں حدیبیہ میں ۱۴۰۰ مسلمان حضورؐ کے ہمراہ تھے۔ مگر دو سال بعد ۸ھ میں فتح مکہ کے موقعہ پر دس ہزار قدوسی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے۔

۹۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو ہوازن اور ثقیف دو عرب قبیلے جو اپنے آپ کو خاص طور پر بہادر خیال کرتے تھے انہوں نے فوراً آپس میں مشورہ کر کے اپنے لیے ایک سردار چُن لیا اور مالک بن عوف نامی ایک شخص کو اپنا رئیس مقرر کر لیا اور اردگرد کے قبائل کو اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی حلیمہ اسی قبیلہ میں سے تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس لشکر کے جمع ہونے اور اس کے لڑائی پر آمادہ ہونے کی خبر ملی تو آپؐ نے تیاری کر لی۔ چونکہ یہ قوم بڑی تیرانداز تھی اور جس جگہ پر اس نے ڈیرہ ڈالا تھا وہ مقام ایسا تھا کہ صرف ایک محدود جگہ میں لڑائی کی جا سکتی تھی۔ جب اسلامی لشکر حُنین مقام پر پہنچا تو وہ ان کے سامنے چھوٹی چھوٹی منڈیریں بنا کر ان کے پیچھے بیٹھ گئے اور بیچ میں سے ایک تنگ راستہ مسلمانوں کے لیئے چھوڑ دیا۔ مسلمانوں نے یہ سمجھ کر کہ لشکر وہی ہے جو سامنے کھڑا ہے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کر دیا۔ جب مسلمان کافی آگے بڑھ گئے اور کمین گاہ کے سپاہیوں نے دیکھا کہ اب ہم اچھی طرح حملہ کر سکتے ہیں تو اگلی کھڑی ہوئی فوج نے سامنے سے حملہ کر دیا اور پہلوؤں سے تیراندازوں نے بے تحاشا تیر برسانے شروع کر دیئے۔ مکہ کے نومسلم جو یہ سمجھ کر ساتھ شامل ہوئے تھے کہ آج ہم کو بھی بہادری دکھانے کا موقعہ ملے گا اس دو طرفہ حملہ کو برداشت نہ کر سکے۔ اور واپس مکہ کی طرف بھاگے۔ مسلمان گو اس قسم کی تکالیف اُٹھانے کے عادی تھے مگر جب دو ہزار گھوڑے اور اونٹ

اُن کی صفوں سے بے تحاشا بھاگتے ہوئے نکلے تو اُن کے گھوڑے اور اونٹ بھی ڈر گئے اور سارے کا سارا لشکر پیچھے کی طرف دَوڑ پڑا۔ تین طرف کے حملہ میں صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھ بارہ صحابی کھڑے رہے۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری سے اُتر کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی باگ پکڑ لی اور عرض کیا یا رسول اللہ! تھوڑی دیر کے لیے پیچھے ہٹ آئیں یہاں تک کہ اسلامی لشکر جمع ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکر! میری خچر کی باگ چھوڑ دو۔ اور پھر خچر کو ایڑی لگاتے ہوئے آپؐ نے اُس تنگ راستہ پر آگے بڑھنا شروع کیا جس کے دائیں بائیں کمین گاہوں میں بیٹھے ہوئے سپاہی تیر اندازی کر رہے تھے۔ اور فرمایا:۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

مَیں خدا کا نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ اس وقت خطرہ کے مقام پر کھڑے ہوئے بھی جو مَیں دشمن کے حملہ سے محفوظ ہوں تو اس کے یہ معنے نہیں کہ میرے اندر خدائی کا کوئی مادہ پایا جاتا ہے بلکہ مَیں انسان ہی ہوں اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ پھر آپؐ نے حضرت عباسؓ کو جن کی آواز بہت بلند تھی آگے بُلایا اور فرمایا۔ عباسؓ! بلند آواز سے پکار کر کہو کہ اے وہ صحابہؓ جنہوں نے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور اے وہ لوگو! جو سورۃ بقرہ کے زمانہ سے مسلمان ہو خدا کا رسولؐ تم کو بُلاتا ہے۔ تھوڑی دیر میں صحابہؓ اور خصوصاً انصار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے اور دشمن کو شکست ہو گئی۔

۱۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر کے ہمراہ نجد کے علاقہ سے واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں دوپہر بسر کرنے کے لیے ایک ایسی وادی میں ڈیرہ لگایا جہاں بہت سے کانٹے دار درخت تھے۔ حضورؐ خود ایک کیکر کے درخت کے نیچے اُترے اور لشکر کے لوگ مختلف درختوں کے سایہ میں پہنچنے کے لیے اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے۔ حضورؐ نے اپنی تلوار اسی کیکر سے لٹکا دی۔ پھر لشکر کے سب سپاہی سو گئے۔ اچانک حضورؐ نے ہمیں بُلایا۔ ہم گئے تو دیکھا ایک گاؤں کا آدمی آپؐ کے پاس ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مَیں سو رہا تھا کہ اس شخص نے مجھ پر تلوار کھینچی اور کہا کہ میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ مَیں نے کہا اللہ۔ اس پر اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور مَیں نے اُٹھا لی اور کہا کہ تجھے کون بچا سکتا ہے؟ تو اس نے معافی مانگی اور کہا کہ مجھ سے درگزر فرمائیے۔ اِس پر حضورؐ نے اُسے چھوڑ دیا اور کوئی سزا نہ دی۔ جب وہ اپنی قوم میں گیا تو کہنے لگا کہ "مَیں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو سب سے بہتر انسان ہے۔" یہی وہ نمونہ تھا جس نے خطۂ عرب کو بُت پرستی سے پاک کر دیا۔ آپؐ کی زندگی میں ہی سارا عرب کلمۂ توحید پہ جمع ہو گیا۔ کتنی بڑی کامیابی آپؐ کو نصیب ہوئی کہ آپؐ کی ارضِ وطن آپؐ کی زندگی میں شرک سے پاک کر دی گئی۔

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
(کلامِ محمود)

ایک خبر اور اس کی تفصیل

برطانیہ کے سیکنڈری سکولوں میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی ذات اور ارشادات کو نصاب میں شامل کر لیا گیا!

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں حضور کا ایک غیر معمولی کشف!

۲۴ ستمبر ۱۹۸۷ء کو روزنامہ جنگ لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی :-

"برطانوی سیکنڈری سکولوں کے نصاب میں 'ریلیجن ان لائف' نام کی ایک کتاب شامل کی گئی ہے جس میں علامہ اقبال، مولانا مودودی اور مرزا طاہر احمد کی تحریریں شامل کی گئی ہیں"

اس خبر کی تفصیل یہ ہے کہ :-

برطانیہ کے سیکنڈری سکولوں کے نصاب کے لئے ایک کتاب مذہب کے مضمون پر شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کا نام ہے 'ریلیجن اِن لائف'۔ سیکنڈری سکولوں کے لئے مذہبی تعلیم کا کورس مصنف جان آر بیلی شائع کرنے والے سکوفیلڈ اینڈ سمر لمیٹڈ۔ ہڈرز فیلڈ۔ شائع شدہ ۱۹۸۷ء۔ جس میں یہودیت، عیسائیت، اسلام، ہندوازم اور سکھ مذہب کے رہنماؤں اور ان مذاہب کے مقدس مقامات اور خاص خاص عبادت گاہوں کا ذکر کیا گیا۔ اس میں اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والے جن سربرآوردہ لوگوں کا ذکر ہے ان کے اسمائے گرامی اس کتاب میں اس طرح سے درج ہیں :-

محمد عبدہٗ آف مصر
محمد اقبال آف انڈیا
سید ابوالاعلیٰ مودودی
حضرت مرزا طاہر احمد
آیت اللہ خمینی آف ایران

حضور کے لندن تشریف لے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو عالمی سطح پر جو تعارف اور پذیرائی

حاصل ہوتی ہے۔ اس کتاب کا یہ باب اللہ تعالیٰ کی اس تائید و نصرت کا ایک روشن ثبوت ہے کہ امام جماعت کو اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والے چوٹی کے پانچ افراد میں شمار کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں ہر مذہبی راہنما کے لیئے دو دو صفحات مخصوص کئے گئے ہیں۔ پہلے صفحے پر قریباً پونے صفحے پر حضرت امام جماعت احمدیہ کی نہایت خوبصورت رنگین تصویر ہے جس میں حضور کرسی پر تشریف فرما دکھائے گئے ہیں۔ اس میں "حضرت مرزا طاہر احمد" کا عنوان دیا گیا ہے۔ اس میں جو مضمون بیان ہوا ہے اس کا ترجمہ (بعض مجبوری کی قطع و برید کے بعد) ذیل میں درج ہے :-

مرزا طاہر احمد (حضرت ان کا ٹائیٹل ہے) جماعت احمدیہ کے رہنما ہیں۔ جن کا دعویٰ ہے کہ دنیا بھر میں ان کے ایک کروڑ پیروکار موجود ہیں۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان بھارت نے رکھی۔ پاکستان بننے کے بعد اس تحریک کا مرکز ربوہ پاکستان بن گیا۔

جماعت احمدیہ کا دیگر فرقوں سے کیا فرق ہے۔ اور وہ وجہ جس سے کٹر مسلمانوں میں ان کے لیئے پُر تشدد نفرت اور مخالفت نے جنم لیا ہے یہ ہے کہ اس تحریک کے بانی نے مہدی (اللہ سے ہدایت یافتہ) اور مسیح (نجات دہندہ) ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

اس کے ساتھ احمدی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور ان کے بانی مرزا غلام احمد کی ذات میں یسوع مسیح کی دوبارہ آمد ہوئی ہے۔

ان کے موجودہ لیڈر مرزا طاہر احمد ایک نرم خو، مہربان اور عالم آدمی ہیں۔ اور کسی طرح سے بھی ایسے مذہبی جنونی نہیں ہیں جیسا کہ اس مختصر تحریر کو پڑھنے والا ایک عام قاری سطحی نظر میں شبہ کر سکتا ہوگا۔ ان کی پرورش بطور ایک احمدی کے ہوئی ہے لیکن اپنے لڑکپن کے آغاز میں انہوں نے بیم و رجا کا ایک تکلیف دہ دَور گزارا ہے۔ "مجھے یقین تھا کہ اللہ نظریاتی طور پر تو موجود ہو سکتا ہے لیکن کیا وہ واقعی موجود ہے ؟" یہ سوال مرزا صاحب نے خود سے کیا تھا۔ "اور اگر وہ فی الواقعی موجود ہے تو کیا وہ مجھے اپنا آپ دکھائے گا ؟" تب بالکل اچانک مرزا صاحب کو ایک ایسا (روحانی) تجربہ حاصل ہوا جس نے ان کو قائل کر دیا۔ یہ اس طرح سے تھا کہ انہوں نے دیکھا کہ جیسے تمام دنیا ایک گیند کی صورت میں سکڑ گئی اور اس میں صرف ان کی اپنی ذات باہر ہے۔ ہر طرف ایک اجنبی سی روشنی پھیل گئی۔ اور زمین کا ایک ایک ایٹم ایک ردِّم کے ساتھ پھیلنے اور سکڑنے لگا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ یہ الفاظ دوہرا رہے ہیں "ہمارا خدا" اور یہ آواز زمین کی ہر چیز کی موسیقی کے ساتھ ہم آہنگ تھی۔ یہ نظارہ چند منٹ تک جاری رہا اور اس کے بعد معمول کی صورتِ حال واپس آ گئی۔ "خدا خود میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے اپنا آپ دکھایا اور اس صفائی اور سچائی سے دکھایا کہ اب کسی شک و شبہے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔"

کیا ہر شخص ایسا ہی روحانی تجربہ حاصل کرنے پر مجبور ہے ؟ مرزا صاحب نے جواب دیا نہیں، یہ بات نہیں

ہے۔ دراصل خدا تعالیٰ ہر شخص پر اس کی اپنی اس صلاحیت کے مطابق ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص خدا تعالیٰ کی ذات کا کس انداز میں تجربہ کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو آفاقی ہے۔ اور یہ بات ہر فرد کی ذاتی صلاحیت پر منحصر ہے کہ وہ کس انداز سے اللہ تعالیٰ کو محسوس کر سکتا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے نزدیک اہمیت کی بات یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے عقائد پر سچائی سے قائم رہیں۔ سچائی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک مذہب کو تو سچا کہا جائے اور باقی سب کو سچائی کے دائرے سے نکال باہر کیا جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ حضرت صاحب یقین رکھتے ہیں کہ احمدیت کی سچائی دراصل وہ حقیقی اور آخری سچائی ہے جس میں تمام دیگر سچائیاں جمع ہو جاتی ہیں۔

بحث کے لیے مشقی سوال

۱۔ بعض مسلمان جماعت احمدیہ کے اِس قدر مخالف ہیں کہ وہ مرزا طاہر احمد کو مسلمان لیڈروں کی فہرست میں شامل ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔ کیا آپ کے خیال میں وہ لوگ ایسا کرنے میں حق بجانب ہیں ؟

۲۔ مرزا طاہر احمد نے اپنی گفتگو میں جو تجربہ بیان کیا ہے اس پر بحث کیجئے۔ کیا آپ کے خیال میں درحقیقت وہ خدا ہی تھا جو اُن سے ہمکلام ہوا ؟"

ہمارا زندہ خدا

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

" ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اِس زمانہ میں وہ سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سُنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اُسکی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ ..... وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثیل کے طور پر اہلِ کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کیلئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اسکے نیچے کوئی اَور بھی ہے اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔"

(الوصیت صفحہ ۱۰)

سحر کی منزل قریب تر ہے!

(جناب محمد رفیع رضا)

—نئی سحر کی اُمنگ دیکھو—

لہُو نہ دیکھو— لہُو نہ دیکھو!
لہُو میں ڈوبے یہ انگ دیکھو!
لہُو کے گرنے کا ڈھنگ دیکھو!
لہُو کا گرنا ہی خود سحر ہے!
یہ بات گرچہ عجیب تر ہے!
سحر کی منزل قریب تر ہے!

نہتے لوگوں کی جان لے کر
کمین گاہوں سے جھانکتے ہو
اُفق پہ ظلمت کو ٹانکتے ہو
تم آدمی کو بھی ہانکتے ہو
یہ زہر ہے جس کو پھانکتے ہو

یہ زہر مہلک ہے، زُود اثر ہے
یہ بات گرچہ عجیب تر ہے
سحر کی منزل قریب تر ہے

بدن کی ساری حدیں گرا دو
لہُو کی رہ کی رگیں گرا دو
حدوں میں رہنا تو بے بسی ہے
حدوں میں رہنا تو خودکشی ہے
حدوں سے باہر ہی زندگی ہے
یہ زندگی ہے یہ روشنی ہے—
یہ روشنی اپنی ہم سفر ہے!
یہ بات گرچہ عجیب تر ہے!
سحر کی منزل قریب تر ہے!

علمِ حدیث کے امام اور خلیفۃ البخاری

حضرت امام ترمذیؒ

حضرت امام ترمذیؒ محدثین کی جماعت میں بڑے پایہ کے محدث گذرے ہیں۔ آپ کا نام ونسب یوں ہے۔ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک السلمی الترمذیؒ
ترمذی لفظ "ترمذ" سے نکلا ہے جو ایران کا ایک شہر تھا امام ترمذیؒ اسی شہر ترمذ کے رہنے والے تھے۔ ترمذ شہر اس وقت روس میں واقع ہے۔ امام ترمذیؒ ۲۰۹ھ میں عباسی خلیفہ عبداللہ مامون کے عہد میں ترمذ کے ایک مضافاتی گاؤں بورغ میں پیدا ہوئے۔ جو ترمذ سے چھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ ترمذ شہر نہر جیحون کے کنارے پر واقع ہے۔ امام ترمذیؒ کی کنیت ابوعیسیٰ ہے۔

امام ترمذیؒ نے ابتدائی تعلیم ترمذ ہی میں حاصل کی اور پھر علوم متداولہ کے لیے ممالک اسلامیہ کا سفر اختیار کیا حدیث کو جمع کرنے اور اس کی سماعت کا شوق ان کو ابتدائی تعلیم ہی کے زمانہ سے تھا۔ اسی مقصد کے لیے آپ تحصیل علم کے زمانے میں محدثین کے حلقہ درس میں بھی شریک ہوتے تھے اور احادیث لکھ کر جمع کر لیا کرتے تھے۔ آپ نے حدیث کی تعلیم کے لیے بصرہ، کوفہ، خراسان اور حجاز کا سفر اختیار کیا۔ آپ نے بہت سے مشائخ حدیث اور رواۃ حدیث سے احادیث حاصل کیں آپ کے اساتذہ میں امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور ابوداؤدؒ بھی شامل ہیں۔ امام بخاریؒ کے جانشین آپ ہی تھے۔ آپ امام بخاری کے سب سے قابل شاگرد تھے اسی لیے آپ کو خلیفۃ البخاری بھی کہتے ہیں۔ علم حدیث کی اصطلاح میں استاد یا شیخ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اگر کسی نے کسی کی مجلس سے ایک بھی حدیث سنی ہو تو وہ اس کا شاگرد ہوتا ہے۔

امام ترمذیؒ محدثین میں بڑا درجہ رکھتے ہیں اور امام حدیث مانے گئے۔ آپ نے جامع ترمذی مرتب کی اور اس کو اس وقت کے علماء کے سامنے پیش کیا۔ علماء نے فرمایا کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو کانما النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتکلم فی بیتہ۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں بیٹھے گفتگو فرما رہے ہیں۔

امام بخاریؒ نے امام ترمذیؒ کے حق میں بہت سے کلمات تعریف استعمال کئے ہیں۔ ان کے افتخار کے لیے یہی کافی ہے کہ خود امام بخاریؒ نے بھی آپ سے روایت کی ہے آپ کی بعض روایات صرف تین واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتی ہیں۔

حفظ و اتقان، علم و فہم کے ساتھ بہت خدا ترس بھی تھے الحاح و زاری میں زیادہ تر وقت گذرتا۔ خوف الٰہی میں برسوں روتے رہے۔ آپ کا حافظہ بہت قوی تھا یہاں تک کہ ایک بار جو حدیث یا روایت سن لیتے تھے وہ من وعن

حفظ ہو جاتی تھی۔

امام بخاریؒ نے خود آپ کے حافظے کی تعریف کی ہے اور اسی وجہ سے آپ کی بعض روایات بھی نقل کی ہیں آپ کے حافظے کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بستان المحدثین میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شیخ کی روایات کے دو جزو آپ نے نقل کئے تھے مگر اب تک انہیں سنانے کا موقع نہ ملا تھا۔ مکہ مکرمہ کے راستے میں اتفاقاً ان سے ملاقات ہو گئی۔ امام ترمذیؒ نے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ان سے اُن اجزاء کی قراءت کی درخواست پیش کی۔ شیخ نے درخواست قبول فرمائی اور کہا کہ ان اجزاء کو نکال لو۔ میں پڑھتا ہوں تم مقابلہ کرتے جاؤ۔ امام ترمذیؒ نے تلاش کیا تو اتفاقاً وہ اجزاء اُن کے پاس نہ تھے۔ بہت گھبرائے لیکن اس وقت ان کی سمجھ میں سوائے اس کے اور کچھ نہ آیا کہ سادے کاغذ ہاتھ میں لے کر فرضی طور پر سننے میں مشغول ہو جائیں۔ چنانچہ شیخ نے قراءت شروع کی۔ اتفاقاً ان کی نظر کاغذات پر پڑ گئی۔ جو سادے نظر آئے۔ شیخ کو طیش آیا اور فرمایا کیا تم میرا مذاق اڑاتے ہو؟ امام ترمذی نے مجبوراً سارا واقعہ سنایا اور کہا کہ اگرچہ وہ اجزاء میرے پاس نہیں ہیں لیکن مجھے لکھے ہوئے سے زیادہ یاد ہیں۔ شیخ نے فرمایا اچھا ذرا پڑھ کر تو سناؤ۔ امام ترمذیؒ نے وہ تمام حدیثیں پڑھ کر سنا دیں اور ایک بھی غلطی نہیں ہوئی۔ شیخ بہت متعجب ہوئے اور فرمایا کہ یقین نہیں آتا کہ صرف میرے ایک بار پڑھنے سے یہ سب حدیثیں تم کو حفظ ہو گئی ہوں۔ امام ترمذیؒ نے عرض کیا۔ اچھا اب امتحان کر لیجئے۔ شیخ نے خاص اپنی چالیس حدیثیں اور پڑھیں۔ امام صاحب نے فوراً ان کو اس صحت کے ساتھ سنا دیا کہ کسی ایک جگہ بھی غلطی نہ ہوئی۔ اس قسم کے اور بھی واقعات آپ کے حافظے کے متعلق مشہور ہیں۔

امام ترمذیؒ نے حصول احادیث کے سلسلے میں جو محنت شاقہ برداشت کی ہے وہ یقیناً قابلِ رشک ہے جہاں جہاں کوئی محدث ملتا یا اس کے متعلق معلومات حاصل ہوتیں آپ وہیں جاتے اور احادیث حاصل کرتے۔ آپ نے فن حدیث اور علم الرجال کو ایک نئی شاہراہ بخشی۔ امام ترمذیؒ اپنے وقت کے علماء میں مخصوص ترین خصوصیات اور عظمت و بزرگی کے حامل تھے۔ یہی سبب تھا کہ دور دراز سے شائقین علم آپ کے پاس آ کر درس حاصل کرتے تھے اور احادیث سنا کرتے تھے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ امام ترمذیؒ کی نسبت لکھتے ہیں کہ امام ترمذیؒ نامور علماء میں سے تھے۔ حفاظ حدیث میں بڑا درجہ رکھتے تھے اپنے زمانہ کے علماء کے سردار تھے امام ترمذیؒ نے ۱۷ رجب ۲۷۹ھ میں عباسی خلیفہ المعتمد علی اللہ کے عہد میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

جامع ترمذی

جامع ترمذی صحاح ستہ میں تیسرے نمبر پر ہے۔

صحاح ستہ یہ ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری
۲۔ صحیح مسلم
۳۔ جامع ترمذی
۴۔ سنن ابی داؤد
۵۔ سنن نسائی
۶۔ سنن ابن ماجہ

صحاح ستہ سے مراد حدیث کی چھ صحیح ترین کتب ہیں۔ پہلی دو کتابوں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو صحیحین

بھی کہتے ہیں یعنی دو صحیح کتابیں ۔ باقی چار کو سنن اربعہ کہتے ہیں امام ترمذیؒ نے احادیث کی صحت، رواۃ کی تنقید اور متن حدیث کی تحقیق میں امام بخاریؒ کی روش اختیار کی ہے۔ اور بالکل اُن کے طریقوں پر کاربند ہو کر احادیث کو جمع کیا اور پھر ان کی تدوین کی۔

آپ نے احادیث کے متون و اسناد کی کافی جانچ پڑتال کر کے کتاب کو مرتب کیا اور اس کا نام "جامع کبیر" رکھا۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے سینکڑوں طلبہ ایسے تھے جو ہر وقت آپ کے علم و فیوض سے بہرہ ور ہوتے۔

آپ کی بلند پایہ کتاب جامع ترمذی کو احادیث کی کتب میں نمایاں مقام حاصل ہے اس کتاب کا اصل نام جامع کبیر ہے۔ آپ نے اس کی چند کاپیاں علماء حجاز کو دیں۔ تو انہوں نے بھی اسے بہت پسند کیا ۔ اس کے بعد علماء عراق کو دیں تو انہوں نے بھی اسے پسند کیا ۔ پھر علماء خراسان نے بھی پسندیدگی کا اظہار کیا ۔ اور اس کتاب کو رواج دیا۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں "میں نے اپنی کتاب علماء عراق حجاز اور خراسان کو دکھائی اور ان سے مشورہ بھی لیا تو میرے مجموعے پر سب کو اتفاق تھا"

آپ فرماتے ہیں :۔

"میری صحیح ترمذی جس گھر میں موجود ہے گویا کہ وہاں نبیؐ کا وجود ہے"

علم حدیث کی ایک اصطلاح ہے جامع اور ایک ہے صحیح ۔ صحیح کے معنی ہیں وہ کتاب جس میں صحیح احادیث جمع کی جائیں ۔ اور آٹھ مخصوص علوم یا مضامین جس کتاب میں پائے جائیں اس کو جامع کہتے ہیں۔

سنن جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا ذکر ہوتا ہے ترمذی میں آٹھ مضامین بھی ہیں اس لیے اس کو جامع کہتے ہیں اور اس میں سنتِ رسولؐ بھی ہے ۔ اس لیے اس کو سنن بھی کہتے ہیں ۔ صحیح صرف دو کتابیں ہیں ۔ صحیح بخاریؒ اور صحیح مسلمؒ سنن بھی دو ہیں ۔ جامع ترمذیؒ اور صحیح بخاری۔

خصوصیات :

مذاہب اربعہ کا بیان ۔
اپنی رائے کا ذکر کرتے ہیں ۔
حسنِ ترتیب
عدمِ تکرار
راویوں کے حالات
انواع حدیث

امام ترمذیؒ کی کتابوں میں کتاب التاریخ ۔ کتاب الزہد کتاب التفسیر ۔ کتاب العلل اور ایک بہت ہی مشہور کتاب شمائل الترمذی ہے ۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی زندگی کا بیان ہے ۔

جامع ترمذی میں ائمہ میں سے ہر ایک کی قریباً ہر حدیث کے بارہ میں رائے لکھی گئی ہے ۔ ائمہ یہ ہیں ۔
امام ابو حنیفہؒ ، امام شافعیؒ ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ ۔

دوسری خوبی یہ ہے کہ بعد میں اپنی رائے بھی دے دیتے ہیں ۔ تیسری خوبی ان کا دعویٰ ہے کہ ان کی ہر حدیث معمول بہ ہے یعنی ہر حدیث پر کوئی نہ کوئی فرقہ ضرور عمل کرتا ہے ۔ سوائے دو حدیثوں کے ۔ ایک حدیث جنگ یا بارش کے بغیر نماز جمع کرنے والی ہے جامع ترمذی میں

(باقی صـ۳۲ پر)

سونے چاندی کے دیدہ زیب اور بہترین زیورات
کی خریداری کے لئے
آپ کا بااعتماد ادارہ
نور احمد علی جیولرز
اکبر بازار۔ شیخوپورہ
ہمارے ہاں انڈین، اٹالین اور بنکاک کے علاوہ پاکستانی جیولری کے نت نئے ڈیزائنوں میں
زیورات دستیاب ہیں!
پروپرائٹر:۔ غلام احمد، غلام سرور اینڈ برادران
فون:۔ ۳۱۸۱

ہم نئے عزم سے بُنیادِ سحر رکھتے ہیں

غیر ملکی دورہ سے واپسی پر محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تاثرات

(نمائندہ "خالد" فضیل عیاض احمد سے گفتگو)

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم محمود احمد صاحب نے گزشتہ سہ ماہی میں ۱۱ جون تا ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء یورپ، امریکہ اور مغربی افریقہ کے مختلف ممالک کا دورہ فرمایا اور خدام الاحمدیہ کے تنظیمی اور تربیتی کاموں کا جائزہ لیا۔ صدر صاحب حال ہی میں واپس تشریف لائے ہیں۔ نمائندہ خالد نے اُن کے اس دورہ کے بارے میں اُن سے مختصر گفتگو کی جو ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

نمائندہ خالد: آپ اس دورہ کے دوران کن ممالک میں تشریف لے گئے؟

صدر صاحب: مجھے اپنے اس دورہ کے دوران ہالینڈ، بلجیم، مغربی جرمنی، برطانیہ، امریکہ اور مغربی افریقہ کے ممالک گیمبیا، سینیگال، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور گھانا جانے کا موقعہ ملا۔

سوال: ان ممالک میں خدام الاحمدیہ کی تنظیمی اور ترقیاتی کام کی رفتار کیا ہے؟

جواب: حضور ایدہ اللہ کے یورپ تشریف لے جانے کے بعد بہت بہتر ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے بار بار یورپ کے دوروں نے بھی بہت اثر پیدا کیا تھا۔ جماعت میں شعور پیدا ہوا کہ تنظیمی کام کس قدر اہمیت رکھتا ہے اور جماعت کے ادارے کس طرح کام کرتے ہیں۔ پھر امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے برطانیہ جانے کے بعد یہ رفتار پہلے کی نسبت بہت بہتر ہوئی کیونکہ حضور خود ذیلی تنظیموں کے کام میں ذاتی دلچسپی لیتے ہیں۔

سوال: یورپ میں خدام الاحمدیہ کے کام میں حائل مشکلات کونسی ہیں اور اُن کا کیا حل ہے؟

جواب: مجلس خدام الاحمدیہ یورپ کو اس طرح کی مشکلات کا سامنا تو نہیں جس طرح کی مشکلات پاکستان میں ہیں لیکن وہاں

اصل مشکل رہنمائی کی ہے۔ مرکز جس قدر زیادہ اُن کی رہنمائی کرے گا اُسی قدر زیادہ وہ کام کریں گے۔

سوال: دورۂ یورپ کے دوران آپ نے خدام الاحمدیہ کے نقطۂ نظر سے کونسی خاص بات محسوس کی؟

جواب: میں بنیادی بات اِس کو سمجھتا ہوں کہ لوگ نماز پنجوقتہ کے پابند ہو جائیں اور نظامِ قدرتِ ثانیہ سے وابستگی پیدا ہو جائے۔ قرآن کریم سے لگاؤ پیدا ہو اور سیدنا حضرت اقدس کی کتب کا مطالعہ کرنے لگیں تو باقی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ جہاں تک دعوت الی اللہ کا تعلق ہے تو حضرت صاحب کی اس طرف خصوصی توجہ ہے اور اس کا خدام الاحمدیہ پر بہت زیادہ اثر ہے۔

سوال: دورے کے خاص اثرات کیا ہوئے؟

جواب: میں اِس ضمن میں صرف ایک مثال پر اکتفاء کروں گا جس سے آپ خدام الاحمدیہ بیرون میں آنے والی تبدیلی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ڈوئی کے شہر ZION میں خدام الاحمدیہ کے تمام ممبر باقاعدہ نماز تہجد کے پابند ہیں۔ اور دوسری طرف ڈوئی کا کوئی نام لینے والا ہی نہیں ملتا۔ میں دو دفعہ گیا کہ ڈوئی کا گھر دیکھوں لیکن کوئی دروازہ کھولنے والا ہی نہیں ملا۔ جبکہ ہمارے مشن میں نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہے۔

سوال: افریقہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیمی اعتبار سے کیا کیفیت ہے؟

جواب: افریقہ میں خدام الاحمدیہ ایک فعال اور مضبوط تنظیم کے طور پر سامنے آتی ہے۔ گھانا میں خصوصاً ایک نہایت ہی فعال تنظیم ہے۔

سوال: افریقہ میں خدام الاحمدیہ کے کام کا کیا اثر ہے؟

جواب: افریقہ میں خدام الاحمدیہ کے کام کا بہت زیادہ اثر ہے۔ نوجوان جو جماعتِ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں اپنے ڈسپلن اور نظم و ضبط میں دوسروں سے بہت بہتر ہیں اور دوسرے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ خدام احمدیت اپنے اخلاق و کردار میں ایک اعلیٰ حیثیت کے حامل ہیں۔

سوال: آپ کو افریقہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے نقطۂ نظر سے کس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا؟

جواب: میں گھانا میں نظم و ضبط اور تنظیمی کام اور قدرتِ ثانیہ سے گہری وابستگی سے بہت متاثر ہوا۔ گھانا میں ہونے والے اجتماع پر اڑھائی ہزار سے زیادہ لوگ جمع تھے۔ لیکن نظم و ضبط کا یہ عالم تھا کہ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کہاں کھا رہے ہیں اور کہاں سو رہے ہیں یعنی شور بالکل نہیں تھا۔

سوال: دعوت الی اللہ کے کام میں خدام الاحمدیہ بیرونِ ملک کس حد تک مستعد ثابت ہو رہی ہے؟

جواب: خدام الاحمدیہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ بعض ممالک میں خدام الاحمدیہ کی کوششوں سے بہت سے لوگ جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔

سوال: اس دورے کے پیشِ نظر خدام الاحمدیہ پاکستان کے لئے کوئی پیغام اگر آپ دینا چاہیں؟

جواب: صرف یہ پیغام ہے کہ افریقہ میں خصوصاً غانا میں خدام الاحمدیہ کا نظم و ضبط بہت مضبوط ہے اور اس طرف پاکستان میں مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

نمائندہ: صدر محترم آپ کا بہت شکریہ۔

اخبارات کی نظر میں

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے غیر ملکی دورہ کے متعلق مختلف ممالک کے اخبارات میں جو خبریں شائع ہوئیں اُن میں سے بعض کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کی خدمات

غانین ٹائمز ۱۶ ستمبر ۱۹۸۷ء

نوجوان احمدیوں کی مرکزی تنظیم خدام الاحمدیہ نے سالٹ پانڈ کے علاقے کو زرعی اور ماہی پروری کے شعبوں میں انقلابی ترقی سے ہمکنار کیا ہے۔

اس علاقے کی تیرہ بنیادی برانچوں میں سے ہر ایک میں مکئی اور سبزیات لگائی جاتی ہیں اور کئی دوسری جگہوں پر آئل پام، کنوں اور گنے کی فصل کاشت کی جا رہی ہے۔

ان باتوں کا انکشاف اس تنظیم کے علاقائی منتظم مسٹر آتو نے مرکزی مجلس خدام الاحمدیہ کے صدر مسٹر محمود احمد کے ساتھ ایک میٹنگ میں کیا جو اس ہفتہ کے آخر پر اس علاقے کا دورہ کر رہے تھے۔

مسٹر احمد جو کہ ربوہ پاکستان میں قائم اس عالمی تنظیم کے ہیڈ کوارٹرز میں مقیم ہیں گزشتہ ہفتے ایک ہفتہ کے دورہ پر غانا تشریف لائے ہیں۔

مسٹر آتو نے بتایا کہ تنظیم ہذا کے ممبران اپنے علاقوں کے فلاحی کاموں اور امدادِ باہمی کے منصوبوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

مسٹر محمود احمد نے نوجوانوں سے اپنے خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ وہ اپنی زندگیاں جماعت احمدیہ کے اصولوں کے مطابق گزاریں اور اپنے عہدیداروں کی ہدایات کی تعمیل کریں۔

خدام الاحمدیہ کے سربراہ کی تشریف آوری

ڈیلی آبزرور ۴ ستمبر ۱۹۸۷ء مانروویا۔ لائبیریا

مجلس خدام الاحمدیہ عالمگیر کے صدر محترم محمود احمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ لائبیریا کے دورہ پر ۵ ستمبر ۱۹۸۷ء کو یہاں تشریف لا رہے ہیں۔

احمدیہ مشن لائبیریا کی ایک پریس ریلیز کے مطابق محترم محمود احمد صاحب اپنے چار روزہ قیام کے دوران ۶ ر ستمبر ۱۹۸۷ء بروز اتوار ۴ بجے شام یہاں احمدیہ مشن ہاؤس مانرو ویا میں احمدی خدام سے خطاب فرمائیں گے۔
محترم محمود احمد صاحب جو احمدیہ مشن ہاؤس مانرو ویا میں فروکش ہوں گے ایک وفد کے ہمرکاب SANOYEA BONG COUNTY تشریف لے جائیں گے جہاں وہ خدام کو اپنے خطاب سے نوازیں گے۔ اس تقریب میں علاقہ کے معززین کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جس کا ہیڈ کوارٹر ربوہ پاکستان میں ہے نوجوانوں کو اچھا ..... بننے کی ترغیب و تحریص دلانے اور خدمتِ انسانیت کے مواقع اور ذرائع کی طرف رہنمائی کرنے میں کوشاں ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جماعتِ احمدیہ کی ایک ذیلی تنظیم ہے جس میں ۱۵ سال سے ۴۰ سال کی عمر کے تمام احمدی نوجوان شامل ہیں۔

خدام الاحمدیہ کا اجتماع

پیپلز ڈیلی گرافک ۱۶ ر ستمبر ۱۹۸۷ء

خدام الاحمدیہ کا دسواں سالانہ قومی اجتماع احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں ۱۸ ر ستمبر اور ۱۹ ر ستمبر بروز جمعہ اور ہفتہ منعقد ہوگا۔

مجلس خدام الاحمدیہ عالمگیر کے صدر جو آجکل غانا میں دورہ پر تشریف لائے ہوئے ہیں اس اجتماع میں شرکت فرمائیں گے۔

تمام احمدی نوجوان اس اجتماع میں بالضرور شمولیت اختیار کریں۔ اور انہیں جمعرات ۱۷ ر ستمبر کی شام کو کماسی پہنچ جانا چاہیئے۔

نوجوانانِ احمدیت کی تنظیم کے سربراہ کی آمد

پیپلز ڈیلی گرافک ۱۴ ر ستمبر ۱۹۸۷ء۔ غانا

مجلس خدام الاحمدیہ کی عالمی تنظیم کے صدر محترم محمود احمد صاحب مغربی افریقہ میں مجالس خدام الاحمدیہ کے خیر سگالی دورہ پر غانا تشریف لائے ہیں

کوٹو کا ائیر پورٹ پر پہنچنے کے بعد اخباری نمائندوں کے سامنے اپنی آمد کی غرض بیان کرتے ہوئے مسٹر احمد نے بتایا کہ وہ غانا میں احمدی نوجوانوں کے مسائل اور سرگرمیوں کا جائزہ لیں گے۔

نوجوان اپنی صلاحیتیں استعمال کریں

پیپلز ڈیلی گرافک ۲۱ ر ستمبر ۱۹۸۷ء

کرنل ریٹائرڈ مسٹر OSEI OWUSU اشانٹی ریجنل سیکرٹری نے غانا کے نوجوانوں سے اس توقع اور خواہش کا اظہار کیا ہے کہ وہ اپنی بے مثال استعدادوں اور قابلیتوں کا پورا احساس کرتے ہوئے انہیں قومی ترقی کے لیئے مؤثر انداز میں استعمال کریں گے۔

انہوں نے نوجوانوں کو نصیحت کی کہ حقیقی اور با مقصد ترقی کو یقینی بنانے کے لیئے وہ اپنی تمام مساعی اور جدوجہد میں اپنے بزرگوں کے تجربات کو ملحوظِ خاطر رکھیں اور ان سے رہنمائی حاصل کریں۔

ریجنل سیکرٹری نے غانا میں احمدیہ یوتھ آرگنائزیشن

کے سالانہ قومی اجتماع کے موقعہ پر "صحتمند اور منظم نوجوان قوم کا عظیم سرمایہ ہیں" کے موضوع پر خطاب فرماتے ہوئے کہا:-

اگرچہ نوجوان کسی عظیم مقصد کے حصول کے لیے مؤثر جدوجہد کی صلاحیت و استعداد رکھتے ہیں لیکن اگر ان کی صحیح رہنمائی نہ کی جائے تو وہ تعمیری کردار ادا کرنے کی بجائے تخریبی کارروائیوں میں بھی ملوث ہو سکتے ہیں۔

انہوں نے قومی تعمیر کے کام کو بامقصد اور باثمر بنانے کے لیئے نوجوانوں کی طاقت اور قوت اور بزرگوں کے قیمتی تجربات کو باہم اکٹھا کر کے آگے بڑھنے پر زور دیا۔

سیکرٹری صاحب نے کہا کہ قومی تعمیر و ترقی کے ہر میدان میں نظم و ضبط، ایثار اور اخلاص سے آراستہ ہو کر مسابقت اختیار کرنے کے لیے بزرگوں کو نوجوانوں کے سامنے نیک نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔

مسٹر محمود احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ عالمگیر نے مذہبی تنظیموں کو اپنے عقائد کے پرچار کے لیے پرامن ماحول میسر کرنے پر PNDC کا شکریہ ادا کیا۔

کائنات

(مکرم رفیق احمد صاحب ۔ لاہور)

کائنات اس قدر وسیع ہے کہ اگر ہم اس پر غور کرنا شروع کریں تو ہم اپنی زمین سے قریب ترین سیارے پر بھی پوری طرح بات نہیں کر سکتے۔ زمین دیکھنے میں کس قدر وسیع نظر آتی ہے مگر جب ہم پوری کائنات کے مقابل پر زمین کو دیکھتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں کہ زمین تو ایک ریت کے ذرّے کے بھی کروڑویں حصّہ سے کم ہے یہ اس قدر وسیع کائنات کس طرح وجود میں آئی؟!

اس بارے میں مختلف نظریات ہیں۔ ان میں سے مقبول نظریہ وہ ہے جس کے مطابق کائنات ایک دھماکے کے ساتھ وجود میں آگئی۔ یہ کائنات بے شمار کہکشاؤں پر مشتمل ہے سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ وہ کہکشائیں جو دریافت ہو چکی ہیں انکی تعداد ایک بلین سے زیادہ ہے وہ کہکشاں جس میں ہمارا نظام شمسی موجود ہے MILKY WAY کہلاتی ہے اس پوری کائنات کا قطر 80,000 نوری سال کے برابر ہے ایک نوری سال وہ فاصلہ ہوتا ہے جو روشنی ایک سال میں اپنی رفتار سے طے کرتی ہے۔ اس طرح ایک نوری سال (365x24x60x60x186290) میل کے برابر ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ 80,000 نوری سال میں کتنا فاصلہ ہوگا۔ اس کہکشاں میں صرف ہمارا نظام شمسی ہی نہیں ہے بلکہ اس میں لاتعداد اسی طرح کے نظام موجود ہیں۔ اس کہکشاں میں سورج سے بھی 28 گنا زیادہ بڑے ستارے موجود ہیں۔

ہمارا نظام شمسی کہکشاں کے مرکز سے 26,000 نوری سال کے فاصلے پر ایک کنارے پر واقع ہے۔ ہمارے نظام شمسی کا قطر 8,60,000 میل ہے نظام شمسی کی پوری کمیّت میں سے 99.8% سورج کے پاس ہے جبکہ باقی 0.2% کمیت باقی سیاروں، ان کے اکتیس چاندوں اور دوسرے دُمدار سیاروں کے پاس ہے۔

یونانیوں کا خیال تھا کہ کائنات کی تمام اشیاء زمین کے گرد چکر لگاتی ہیں۔ جبکہ کوپرنیکس کا خیال تھا کہ تمام ستارے اور سیارے جو اس کائنات میں موجود ہیں۔ سورج کے گرد حرکت کرتے ہیں۔ اگر کہکشاں کو دیکھیں تو سورج اپنی کہکشاں کے بھی درمیان میں واقع نہیں ہے اور یوں وہ کائنات کا مرکز کس طرح ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کائنات میں ایک ارب سے زیادہ کہکشاؤں کی تصاویر لی جا چکی ہیں اب سوال یہ ہے کہ نظام شمسی کس طرح وجود میں آیا۔ اس بارے میں بھی مختلف نظریات ہیں۔ مثلاً

ان تمام نظریات کے مطابق سورج میں گیس کے علاوہ بہت سے دوسرے عناصر بھی موجود تھے، اور ٹمپریچر صفر ہونے اور کسی بیرونی قوت نہ ہونے کی وجہ سے مرکز مائل قوت کی وجہ سے اس کی کمیت اندر کی جانب اکٹھی ہونا شروع ہو گئی۔ کمیّت کے اندر اکٹھا ہونے سے ٹمپریچر بڑھ گیا اور اس میں موجود تابکار عناصر میں ٹوٹ پھوٹ شروع ہو گئی۔ اور دھماکے ہونے لگے۔ اور جو کمیت باقی بچی وہ مرکز کی طرف نہ آئی اور یوں نظام شمسی وجود میں آیا۔

اب چار اصول بنا دیئے گئے ہیں۔ اور جو نظریہ ان چار اصولوں کو پورا نہیں کرتا وہ درست نہیں مانا جاتا اور وہ چار اصول یہ ہیں۔

۱۔ سورج کے گرد تمام سیارے گول مدار میں ایک ہی سطح اور سمت میں حرکت کرتے ہیں۔

۲:۔ سورج کی کمیت 99.8 اور باقی سیاروں کی 0.2 فیصد ہے۔

۳:۔ سورج کا ANGULAR MOMENTUM 2 فیصد جبکہ باقی سیاروں کا 98 فیصد ہے۔

۴:۔ سورج اور سیارے ایک ہی جیسے کیمیائی عناصر سے بنے ہیں۔

اوپر بیان کیا گیا نظریہ مندرجہ بالا اصولوں میں سے پہلا، دوسرا اور چوتھا اصول تو پورا کرتا ہے۔ مگر تیسرا پورا نہیں کرتا۔ اس لیے یہ نظریہ درست نہیں ہے۔

اس کے بعد دو ستاروں والے نظریات آئے جن کے مطابق سورج کے قریب سے ایک بہت بڑا سیارہ گزرا جس کی کشش سے سورج کے ٹکڑے پھیل گئے۔ اور یوں یہ نظامِ شمسی وجود میں آیا۔ جب یہ بڑا سیارہ ان کے قریب سے گزرا تو ان کو حرکت دے گیا۔ لیکن اب اس بات کو رد کر دیا گیا ہے کہ سورج کے قریب کوئی سیارہ آسکتا ہے۔ کیوں کہ BIG BANG والے مقبول نظریہ کے مطابق ہر چیز ایک دوسرے سے دور بھاگتی ہے۔ اس کے ایک ستارے والے نظریہ پر غور کیا گیا اور ANGULAR MOMENTUM کو حل کیا گیا۔

زمین سورج سے 93 ملین میل دور ہے۔ زمین پر سورج کی روشنی اس پر ہونے والے FUSION REACTION کی وجہ سے آتی ہے سورج میں دھماکے ہوتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے ہم روشنی حاصل کرتے ہیں۔

جب زمین وجود میں آئی تو اس وقت آگ کی مانند تھی۔ اس وقت سطح زمین پر دو گیسیں میتھین اور امونیا موجود تھیں اور انسانی زندگی کا کہیں نام نہ تھا۔ کیونکہ اس وقت آکسیجن موجود نہیں تھی۔ اسی دوران زمین کے اندر بہت سے REACTION ہوتے رہے اور زمین کے اندر اوپر سے بہت زیادہ دباؤ تھا۔ جس کی وجہ سے کچھ بھی باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ لیکن جونہی کسی جگہ سے دباؤ کم ہوا۔ وہاں زمین ایک دھماکے سے پھٹ گئی۔ اور اس میں سے بھاپ نکلی جس نے امونیا اور میتھین کے بخارات سے مل کر کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی بنا دیا۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی کے ملاپ سے کاربونک ایسڈ بن گیا۔ اس کے بعد بادلوں میں سے جب بجلی چمکی تو اس روشنی کی وجہ سے کاربونک ایسڈ امائینو ایسڈ میں بدل گیا جو کہ پروٹین ہے۔ اس پروٹین سے سیل بنے اور یوں زمین پر زندگی وجود میں آ گئی۔ زمین سے ۲۰۰ میل اوپر تک ہوا موجود ہے۔ اس کے بعد خلا شروع ہو جاتا ہے۔ اب ان تمام چیزوں کے دیکھنے کے بعد جب کائنات کے مقابل پر زمین کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ زمین تو کچھ چیز ہی نہیں ہے۔

ابھی تک کائنات کو چھوڑ صرف اربوں کہکشاؤں میں سے ایک کہکشاں کے کروڑوں نظاموں میں سے ایک نظامِ شمسی کے ایک سیارے کی بھی پوری معلومات نہیں ہیں۔ ان نو سیاروں کے ۳۱ چاند ہیں۔ جن میں سے صرف ایک چاند زمین کے حصے میں آیا ہے۔ زمین سے قریب ترین ستارہ ALPHA CENTURY ہے۔ جو زمین سے ۴۔۴ نوری سال کے فاصلے پر ہے جب رات کے وقت ہم آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو ہم دو ملین نوری سال دیکھ لیتے ہیں۔ ایک ٹیلی سکوپ کی مدد سے جس کے عدسے کا قطر ۲۰۰″ - ۱۰۰″ ہے۔ جو ایک پہاڑی پر نصب ہے اس کی مدد سے ہم دو بلین

(باقی صـ۳۷ پر)

"پاکستان کی بجلی"

(محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ)

نہ امریکہ، نہ افریقہ، نہ انگلستان کی بجلی
نہ ایسی جرمنی، ہسپانیہ، ایران کی بجلی
بلادِ عربیہ کی ہے نہ ترکستان کی بجلی
نہ ایسی روس کی نہ چین نہ جاپان کی بجلی
زمانے نے نہ دیکھی ہو گی ایسی شان کی بجلی
ہے جیسی میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

ملا جو فون قسمت سے تو پھر یہ ہی جواب آیا
کریں کیا ہم کہ دنیا میں ہے موسم ہی خراب آیا
ہوا ہے ضعف بجلی کو جو گرمی پہ شباب آیا
مگر ہر ماہ بل بجلی کا بن کے اک عذاب آیا
بہت فقدان پانی کا بہت بحران کی بجلی
ہے ایسی میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

یہ اکثر بند رہتی ہے یہ اکثر بند ہوتی ہے
یہ پبلک کو جگا کر چین سے دن رات سوتی ہے
اندھیرے میں ڈراتی ہے پسینے میں بھگوتی ہے
جو ملتا ہے مقدر سے یہ وہ نایاب موتی ہے
بہت ہی شاذ دِکھتی ہے یہ شاہی آن کی بجلی
ہے ایسی میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

اگر بجلی میسّر ہو کبھی ٹی۔وی نظر آئے
تو اسکو دیکھ کر ہو درد دل میں آنکھ بھر آئے
کوئی اچھا ڈرامہ نہ کوئی اچھی خبر آئے
نظر حکّام کی صورت ہے نہ کوئی مفر آئے
چمکتی ہے ہر اک لحظہ نئے فرمان کی بجلی
کہ یہ ہے میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

بہت یاروں نے پھیرے بھی لگائے واپڈا گھر کے
مگر درشن نہ ہو پائے کبھی رُوئے منوّر کے
سُنا ہے سخت آرڈر آئے ہیں اوپر سے افسر کے
مرے، مرتی ہے پبلک، کھیل ہیں اسکے مقدر کے
یہ بند ہونے نہ پائے والا و ذی شان کی بجلی
ہے ایسی میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

نمازی　　ہیں کس قدر حیران بیٹھے ہیں
یہ روزہ دار بے چارے بہت ہلکان بیٹھے ہیں
بہت بے ہوش لیٹے ہیں بہت بے جان بیٹھے ہیں
لیئے ہاتھوں میں بس اک دولتِ ایمان بیٹھے ہیں
ہمیں ہر لحظہ سہماتی ہے ہر رمضان کی بجلی
یہی ہے میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

نہیں ہمت ہی کچھ کرنے کی سب بیکار بیٹھے ہیں
یہ سارے واپڈا کے سامنے لاچار بیٹھے ہیں
بہت سے لوگ اپنی جان سے بے زار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں
ہے اب خطرے کی زد میں ہستیٔ انسان کی بجلی
کہ یہ ہے میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

یہ بچی ایک کہتی تھی کہ امریکہ ہی چلتے ہیں
وہاں بجلی تو ہوتی ہے وہاں پنکھے تو چلتے ہیں
یہاں تو حال سے بے حال ہیں گرمی میں جلتے ہیں
جو تپ جاتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں
زمانے میں کہاں ملتی ہے اس بحران کی بجلی
ہے جیسی میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

بہت ہی لرزہ خیز و دکھ بھری ساری کہانی ہے
رواں ہوں آبشار ایسے پسینے کی روانی ہے
بہت نایاب بجلی ہے بہت کمیاب پانی ہے
بہت بدحال پیری ہے بہت خستہ جوانی ہے
کٹی جاتی ہے اب تو ذہن کی، وجدان کی بجلی
ہے ایسی میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

یہاں کے پول ناقص ہیں یہاں کی تار ناقص ہے
یہاں کا آلۂ ترسیل ہے بے کار، ناقص ہے
یہاں جتنی بھی ہے چھوٹی بڑی سرکار ناقص ہے
کریں کیا ہم ہمارا سارا کاروبار ناقص ہے
ہے میرے شہر کی تو شہرِ ناپُرسان کی بجلی
کہ یہ ہے میرے پیارے ملک پاکستان کی بجلی

غزل

جھکنے والے ہی سرفراز ہوئے
شہرتوں سے جو بے نیاز ہوئے

رفعتِ عشق پا سکا نہ کوئی
اہلِ دل تھے جو اہلِ راز ہوئے

ہجر کی رات جاگنے والے
اُسکی نظروں میں پاکباز ہوئے

جھک گئی جب کہیں جبینِ نیاز
جتنے ذرّے تھے سب حجاز ہوئے

ہے محبّت کی انتہا حافظ
گر گئے آنسو مرے نماز ہوئے

(حافظ فضل الرحمٰن بشیر۔ ربوہ)

ملک ملک کی دلچسپ، معلوماتی اور فکر انگیز خبریں

۱۔ قرآن کریم کا سب سے چھوٹا نسخہ

دوبئی کے ایک عرب باشندے محمد کمال کے پاس دنیا کا سائز میں سب سے چھوٹا قرآن مجید کا نسخہ ہے جو ۳۱۴ برس قبل مشہور عالم مصنف حفیظ عثمان کی خطاطی کا شاہکار ہے۔ اس کی لمبائی ۲٫۷ سینٹی میٹر اور چوڑائی ۲ سینٹی میٹر ہے۔ اس کے کور کی لمبائی اور چوڑائی بالترتیب ۳٫۵ سم اور ۲٫۷ سم ہے۔ اس کا فریم ایک خصوصی دھات سے بنا ہوا ہے جس کے ساتھ ایک لینز بھی منسلک ہے۔ قبل ازیں مغربی جرمنی کے ایک میوزیم کی طرف سے دنیا کا سب سے چھوٹا قرآن رکھنے کا دعویٰ کیا گیا تھا جس کی لمبائی ۴½ سم اور چوڑائی ۳ سم ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور یکم ستمبر ۱۹۸۷ء)

مشرقِ وسطیٰ کی سب سے بڑی مسجد

ترکی کے وزیرِ اعظم ترگت اوزال نے اپنے ملک میں تعمیر ہونے والی مشرق وسطیٰ کی سب سے بڑی مسجد کا افتتاح کیا۔ ۳۷ لاکھ امریکی ڈالر کی لاگت سے تعمیر ہونے والی اس مسجد میں ۲۴ ہزار نمازی عبادت کر سکیں گے۔ اس مسجد کے چار مینار ہیں اور ہر ایک کی بلندی ۸۸ میٹر ہے۔ اس

(مرسلہ: امین احمد تنویر۔ چونیاں)

وقت ترکی میں ۴۵ ہزار سے زائد مساجد ہیں اور ۹۸ فیصد مقامی آبادی مسلمان ہے۔ (جنگ ۳۰ اگست ۱۹۸۷ء)

۳۔ امریکہ میں ہوائی سفر اور حادثات

امریکہ میں ہوائی جہازوں کے ذریعے سفر کرنیوالوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور گزشتہ سال کے ابتدائی چھ مہینوں میں سفر کرنے والے ۲۰ کروڑ ۹۰ لاکھ مسافروں کے مقابلہ میں ۱۹۸۷ء کے ابتدائی چھ مہینوں میں ۲۲ کروڑ ۵۰ لاکھ مسافروں نے ہوائی جہازوں کے ذریعے سفر کیا۔ عرب نیوز کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۶ء میں ہوائی جہازوں کے ۴۸۰ حادثات پیش آئے جن میں سینکڑوں افراد ہلاک ہوئے۔ گزشتہ سال امریکہ میں ۶۴ لاکھ پروازوں کے ذریعے ۴۱ کروڑ ۸۰ لاکھ مسافروں نے اندرونِ امریکہ اور بیرونِ امریکہ سفر کیا۔ جہازوں کی آمد و رفت کے رش سے نمٹنے کے لیئے اسوقت ۱۵۲۰۲ ٹریفک کنٹرولر کام کر رہے ہیں جن میں ۷۰ فیصد تربیت یافتہ اور گریجوایٹ ہیں جبکہ موجودہ صورتِ حال میں ۱۲ سے ۱۳ ہزار ٹریفک کنٹرولرز کی اشد ضرورت ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ امریکہ کے بڑے ۲۲ ہوائی اڈوں پر ۱۹۸۶ء میں بعض وجوہات کی بنا پر لیٹ ہونے والی پروازوں کی تعداد بڑھ کر ۳ لاکھ ہو گئی ہے جن میں سے ۷۰ فیصد خراب موسم اور ۱۵ فیصد فنی خرابیوں کے باعث لیٹ ہوئیں اور ان کی تاخیر کے باعث ہوائی کمپنیوں کو ۲ ارب ڈالر کے اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑے۔

(جنگ ۳۰ اگست ۱۹۸۷ء)

۴۔ امریکہ میں قتل اور خودکشی کی وارداتیں

امریکہ میں قتل اور خودکشی کی وارداتوں میں ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ چند برسوں کی سروے رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۴ء میں ۱۹۷۹۶ افراد کو قتل کر دیا گیا جبکہ ۲۹,۲۸۶ افراد خودکشی کر کے ہلاک ہوئے۔ ۶۵ برس کی عمر میں زیادہ تر لوگ حادثات، کینسر اور دل کے امراض میں مرتے ہیں۔

(جنگ ۲۹ اگست ۱۹۸۷ء)

۵۔ بھارت کے اچھوت

بھارتی حکومت نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کے مطابق اس وقت بھارت میں ۱۰ کروڑ ایسے ہندو بستے ہیں جن کی کوئی ذات نہیں ہے۔ یہ لوگ اچھوت کہلاتے ہیں جو ملک کی مجموعی آبادی کا ۱۵ فیصد ہیں اور زیادہ تر دیہی علاقوں میں رہتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ اچھوت لوگ ملک کے دوسرے لوگوں کی روایتی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے قاصر ہیں اور انہیں بعض اوقات افسوسناک حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے انہیں اکثر شکایات رہتی ہیں۔ ان کے ساتھ اس قدر امتیاز برتا جاتا ہے کہ بعض دیہات میں لوگ انہیں عام کنوؤں سے پانی بھی حاصل نہیں کرنے دیتے۔

(جنگ یکم ستمبر ۱۹۸۷ء)

۶۔ عرب شیوخ کی یورپ میں دلچسپی

خلیج میں امریکی بحری بیڑے کی موجودگی سے علاقائی کشیدگی میں جو اضافہ ہوا ہے اس کے نتیجے میں امیر عرب گھرانے بیرون ملک اثاثے خریدنے میں غیر معمولی دلچسپی لینے لگے ہیں۔ اگرچہ اس کے آثار ابھی یورپی مارکیٹ میں زیادہ نمایاں نہیں تاہم مختلف یورپی ممالک میں گزشتہ تین ہفتوں کے دوران سعودی عرب، کویت اور متحدہ عرب امارات کے لئے زمین اور عالی شان عمارات کی خرید پر ایک ارب روپے سے بھی زیادہ رقم خرچ کی گئی ہے۔ ستر کروڑ روپے کی سرمایہ کاری تو صرف لندن ہی میں کی گئی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ ۱۹۷۰ء کے عشرے میں تیل کی وجہ سے دولت کی جو ریل پیل شروع ہوئی تھی وہ واپس آگئی ہے۔ ایک سروے کے مطابق لندن کی اہم املاک کا پانچواں حصہ عرب شیوخ کی ملکیت میں چلا گیا ہے۔ اور اگر یہ رجحان اسی طرح برقرار رہا تو لندن کا ایک چوتھائی عربوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ (نوائے وقت لاہور یکم ستمبر ۱۹۸۷ء)

۷۔ دور ترین کہکشاں کی دریافت

امریکی اور برطانوی ماہرین نجوم نے ایسی کہکشاں کا پتہ لگایا ہے جس کی روشنی ۱۲ ارب برسوں کے بعد زمین تک پہنچتی ہے۔ اس اعتبار سے یہ کائنات میں سب سے دور ترین ستارے ہیں۔ اس کہکشاں کو نیو ساؤتھ ویلز آسٹریلیا میں پہلی مرتبہ دیکھا گیا۔ اس دریافت کے بعد سائنس دانوں کا خیال ہے کہ کائنات کے عناصر کا بآسانی پتہ لگا سکیں گے۔

اور یہ بھی اندازہ لگایا جائے گا کہ ایک ارب برس قبل زمین کی ماہیت کیا تھی۔ کہکشاں خلا میں توانائی کا بڑا منبع ہوتی ہے۔ ایک کہکشاں سے اتنی توانائی خارج ہوتی ہے جتنی دس نیل یعنی (۱۰۰۰۰۰) ارب ستاروں سے پیدا ہوتی ہے۔ (نوائے وقت لاہور ۱۳ اگست ۱۹۸۷ء)

۸۔ آبادی بتلانے والا گھڑیال

جاپان نے ایک ایسا گھڑیال تیار کیا ہے جس کی ٹِک ٹِک وقت گزرنے کا نہیں بلکہ ہر منٹ بعد دنیا کی آبادی کے اضافے کا احساس دلاتی ہے۔ اسی طرح کا ایک گھڑیال حال ہی میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو پیش کیا گیا تھا۔ اقوامِ متحدہ کے ایک خبرنامے کے مطابق یہ گھڑیال دنیا کی آبادی اور کسی ایک مُلک کی آبادی کے اضافے کو ساتھ ساتھ ظاہر کر سکتا ہے۔

(جنگ ۲۸ اگست ۱۹۸۷ء)

۹۔ آکوپنکچر سے سگریٹ نوشی کا علاج

ریاض کے سرکاری "اینٹی سموکنگ سنٹر" میں سگریٹ نوشی کا علاج آکوپنکچر سے کیا جا رہا ہے۔ اس میں سگریٹ نوشوں کو آکوپنکچر کی سہولت بلا معاوضہ فراہم کی جاتی ہے۔ اس علاج میں ین اور یانگ کے چینی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے سگریٹ نوشی کی عادت ترک کرائی جاتی ہے۔ علاج کے نتیجے میں سگریٹ نوش جب سگریٹ پیتے ہیں تو ان کو متلی ہونے لگتی ہے۔

(جنگ لاہور۔ ۴ رجون ۱۹۸۷ء)

۱۰۔ قدرتی ائیر کنڈیشنڈ غار

ضلع دادو میں انڈس ہائی وے کے بائیں جانب سہون سے سات میل دُور بگوٹھورو کے پہاڑی علاقے میں ایک سَو سال پُرانا غار برآمد ہوُا ہے جسے اس انداز سے تعمیر کیا گیا۔ ہے کہ اس میں قدرتی طور پر "ائیر کنڈیشنڈ" کی سہولت میسّر ہے۔ یہ غار علاقے سے گزر کر شمالی علاقوں کو جانے والے مسلمان مبلّغین نے تعمیر کرایا تھا۔ تا کہ یہاں آرام کیا جا سکے۔ مگر بعد ازاں ریلوے کی تعمیر کے دوران یہ غار ملبہ میں دب گیا۔ اب اسکی بحالی کے بعد یہاں ایک مسجد بھی تعمیر کر دی گئی ہے۔

مقامی لوگوں نے مسجد کو "مسجد یار غار" کا نام دے دیا ہے۔ اس مسجد میں ایک سَو افراد عبادت کر سکتے ہیں۔ غار قدرتی طور پر گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈا اور سردیوں میں گرم ہو جاتا ہے۔ غار میں ہوُا کی بکثرت آمد و رفت ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ٹھنڈی اور گرم ہوائیں کہاں سے آتی ہیں۔ غار کا اندرونی راستہ بہت گہرا ہے لیکن تنگ ہونے کی وجہ سے کوئی شخص زیادہ اندر نہیں جاتا۔ مسجد میں ایک سوراخ غار کی طرف کھلتا ہے اور اس طرح یہ دنیا کی واحد مسجد ہے جس میں قدرتی ائیر کنڈیشننگ ہے۔ (جنگ ۴ رجون ۱۹۸۷ء)

۱۱۔ بینائی سے محرومی

عالمی ادارہ صحت کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں روزانہ ۱۳۷ر افراد بینائی سے محروم ہو جاتے ہیں اور سالانہ ۵۰ ہزار افراد نابینا ہو جاتے ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق آنکھوں کے امراض کے حوالے سے پاکستان ایشیا بھر میں سرِ فہرست ہے۔

(نوائے وقت میگزین ۱۷ رجولائی ۱۹۸۷ء صہ ۱۹)

۱۲۔ دُنیا کا معمّر ترین فرد

لندن میں سرکاری طور پر ایک ۱۱۰ سالہ شخص ریلیشن جان ایون کو دنیا کا معمّر ترین شخص قرار دیدیا گیا۔ یہ اعزاز "گینز بک آف ریکارڈز" کے ایڈیٹر کی تصدیق پر دیا گیا

ہے جنہیں ہر سال تمام دنیا سے ایسی ہزاروں درخواستیں موصول ہوتی ہیں۔ جان ایون برطانوی باشندہ ہے اور ساؤتھ ویلز کا ایک کان کن ہے۔ (جنگ ۲۰ راگست ۸۷ء)

۱۳۔ وائرلیس کے ذریعے نقل

قاہرہ کے مضافات میں امتحانات کے دوران نقل کا ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جب کمرۂ امتحان میں ایک لڑکا مکرم وائرلیس کے ذریعہ نقل کرتا ہوا پکڑا گیا۔ مکرم کا باپ علی... اگز دُور ایک مکان میں اُسے سوالوں کے جواب لکھوا رہا تھا۔ تاہم دونوں باپ بیٹا پکڑے گئے۔ مکرم کو سکول سے نکال دیا گیا اور باپ گرفتار کر لیا گیا۔ ان دنوں مصر کی وزارتِ تعلیم امتحانات میں نقل کے خلاف مہم چلا رہی ہے۔ (جنگ ۳۰ رجون ۱۹۸۷ء)

عقل کی مملکت کا عظیم الشان حکمران

ابونصر فارابی

تحریر: طارق احمد بٹ، کراچی

ابونصر فارابی کا اصل نام محمد بن اوزلغ تھا۔ آپ ترکستان کے ایک قصبہ فاراب کے رہنے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ابونصر فارابی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ دمشق میں ایک باغ کے نگہبان تھے۔ اور اپنی تنگدستی کے باوجود اپنا زیادہ تر وقت لکھنے پڑھنے میں گذارتے تھے۔ آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ اور وہ رات کو چوکیدار کے ہاں جا کر اس کی قندیل کی روشنی میں مطالعہ کرتے تھے۔

دجلہ کے کنارے المنصور عباسی کی بسائی ہوئی بستی بغداد کو اس وقت علمی لحاظ سے بڑی اہمیت حاصل تھی۔ الرشید اور المامون کی کاوشوں سے یونانی علم و ادب کو عربی جامہ پہنایا جا چکا تھا۔ دُور دراز سے علم کے شائقین بغداد پہنچ رہے تھے۔ یہی شوق تھا جو فارابی کو ترکستان سے بغداد کھینچ لایا۔ ترکی ان کی مادری زبان تھی۔ بغداد میں انہوں نے عربی سیکھی اور اس میں مہارت حاصل کر لی۔ اور عربی کے علاوہ فارسی، یونانی اور سریانی زبان پر بھی عبور حاصل کر لیا۔

آپ موسیقی سے پوری طرح واقف تھے۔ "رباب" ان کی ایجاد ہے اور عود بجانے میں تو وہ زبردست ماہر تھے۔ وہ خود بھی بہت بڑے مغنی تھے۔ اور اس کا مظاہرہ انہوں نے موصل کے حکمران سیف الدولہ حمدانی کے دربار میں اس طرح کیا کہ سارا دربار ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ فارابی نے دفعتہً ساز تبدیل کر کے سامعین پر وہ کیفیت طاری کی کہ سارے درباریوں پر رنج و حزن کے آثار چھاگئے، بعد ازاں جو ساز تبدیل کئے تو سارے دربار پر نیند کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ دربار سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اس طرح ابراہیم الموصلی اور زریاب کے بعد مسلمانوں میں زیادہ شہرت جس نے حاصل کی وہ فارابی تھے۔ انہوں نے موسیقی پر بہت کچھ لکھا اور موسیقی پر اپنی تصنیف شدہ کتب "موسیقی الکبیر" اور "علم الانغام" میں یونانی موسیقی کی خامیاں بھی بیان کی ہیں۔

فارابی کو منطق (LOGIC) سے بھی دلی لگاؤ تھا۔ اس کی اعلیٰ تعلیم کے لئے حرّان پہنچے اور ایک نصرانی فلسفی یوحنا بن میلان سے منطق کا علم حاصل کیا اور کئی کتابیں لکھیں۔ ان کے افکار میں منطقی دلائل کثرت سے ملتے ہیں۔ ان کے خیال میں منطق کی دو قسمیں ہیں۔ تصور اور تصدیق۔ جس کی تصریح انہوں نے اپنی منطق کی تصانیف "الخطابہ" المغالطہ، القیاس اور المعقولات وغیرہ میں کی ہے۔

نفسیات میں فارابی کا کام اسکندر فردوسی کی شرح ڈی اینما کی شرح اور روح قوت، روح وحدت و واحد فہم پر مشتمل ہے۔

فارابی نے کیمیا اور سحر پر بھی کتب لکھیں۔ ریاضی اور اقلیدس کے میدان میں فارابی کے کام کو اہل یورپ نے بھی

پسند کیا۔ فارابی نے سیاسیات کے موضوع پر بھی بہت کچھ لکھا۔ فارابی نے افلاطون کی کتاب "قانون" کا خلاصہ بھی تیار کیا۔

سیاستِ مدینہ، آرا، مدینۃ الفاضلہ، جوامع سیاست اور اجتماع مدینہ ان کی سیاست کے موضوع پر اہم تصانیف ہیں۔

فارابی نے اگرچہ تقریباً تمام علوم پر لکھا۔ لیکن فلسفہ اور منطق میں بڑی شہرت حاصل کی۔ فلسفہ میں وہ ارسطو کے شارح کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور معلّم ثانی کہلائے۔ جبکہ معلّم اوّل خود ارسطو تھا۔ ڈی اولیری ایک جگہ لکھتا ہے :۔

"فارابی زبردست فلسفی تھے۔ فلسفیانہ علوم میں مُسلمانوں میں کوئی شخص ان کے مرتبے کو نہیں پہنچا۔"

متاخرین میں سے اکثر نے فارابی کے نظریات کو اپنایا اور ان کی مکمّل تقلید کی۔ چنانچہ علّامہ ابن خلکان لکھتے ہیں :۔

"ابن سینا نے فارابی کی کُتب کا مطالعہ کر کے اور ان کے اندازِ بیان کی تقلید کر کے قابلیت پیدا کی اور خود اپنی تصانیف کو اس قدر مفید بنایا۔"

فارابی پہلے شخص ہیں جنہوں نے شریعت اور فلسفہ میں مطابقت پیدا کی۔ ساتھ ہی افلاطون اور ارسطو کے افکار میں مطابقت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔

ان کا فلسفہ محض روحانی تھا۔ انہوں نے معاصرانہ حالات سے بالکل چشم پوشی نہیں کی بلکہ اپنے سیاسی افکار کی تشریح میں اس امر کا خاص خیال رکھا ہے۔ فارابی نے تمام زندگی غربت اور افلاس میں گذاری۔ ان کا کوئی مکان تھا اور نہ کوئی پیشہ۔ مگر وہ عقل کی مملکت کے ایک عظیم الشان حکمران تھے۔

اِنسان کی تخلیق کے ضمن میں فارابی کئی قوتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو انسان میں بتدریج پیدا ہوتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ :۔

"جب انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔ تو سب سے پہلے اس میں ایک قوّت پیدا ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ غذا حاصل کرتا ہے۔ یہ قوت "غاذیہ" کہلاتی ہے۔ جس کے مُعاونین و خدّام تمام اعضائ میں پھیلے ہوئے ہیں، جن کا رئیس قلب ہے۔ قوتِ غاذیہ کے بعد انسان میں جس قوّت کا وجود ہوتا ہے اسے قوت حاسہ کہتے ہیں۔ جس کے پانچ معاونین ہیں جو حواسِ خمسہ کہلاتے ہیں۔ اور ان کا رئیس بھی قلب ہے۔ یہ پانچوں معاونین رئیس کے مخبر اور پیام بر ہیں۔"

امام غزالی نے اپنی تصانیف "احیاء العلوم فی الدین" اور "کیمیائے سعادت" میں اسی چھٹی حس کا تذکرہ کیا ہے۔

فارابی قوت غاذیہ اور قوّت حاسہ کے ملاپ سے پیدا ہونے والی ایک تحریک کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ وہ اسے "قوّتِ نزوعیہ" کا نام دیتے ہیں۔ جو انسان میں نفرت اور محبّت کے جذبات پیدا کرتی ہے۔ اس کے بعد ایک دوسری قوّت نمودار ہوتی ہے۔ جہاں محسوسات محفوظ رہتے ہیں، "یہ قوّتِ متخیلہ" ہے۔ جس کا کوئی معاون نہیں۔ بلکہ آزاد اور واحد و یکتا ہے۔ اس کا مقام بھی قلب ہے۔ اس قوّت کے ذریعے محسوسات میں مختلف طریقوں پر اتصال پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اس شے کی جانب جس کا تخیّل کیا جاتا ہے ایک تحریک ہوتی ہے جس سے قوتِ ناطقہ پیدا ہوتی ہے جس سے معقولات کا ادراک، حسن و قبح میں امتیاز اور علوم و فنون کی تکمیل ہوتی ہے ——— اور اس قوت میں ایک اور قوّت پائی جاتی ہے جس کو قوّتِ فکریہ کہتے ہیں۔ جس کے ذریعہ فکر، روّیہ، تأمّل اور استنباط کیا جاتا ہے۔

فارابی کی نظر میں انسان اور دیگر حیوانات میں امتیاز کا باعث "عقل الفعال" ہے۔ جو انسان کو ملکیت پر پہنچا دیتی ہے۔ وہ انسانی ذہن کو عقل المتضاد کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ الکندی کی تقلید میں فارابی نے عقل کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے:۔

۱۔ عقل ہیولانی
۲۔ عقل بالفعل
۳۔ عقل مستفاد اور
۴۔ عقل الفعال

عقل ہیولانی کی مدد سے انسان مادی اشیاء کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرتا ہے اور عقل بالفعل سے ان اشیاء کے باہمی تعارض کو ختم کرتا ہے۔

فارابی نے انسان کی سعادت کے ضمن میں بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ فارابی کے خیال میں سعادت بذات خیر مطلوب ہے اور مرتبہ کو انسان چند ارادی افعال کے ذریعہ پہنچ سکتا ہے ارادی افعال میں سے بعض انسان کو سعادت سے باز رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ ارادی افعال جو سعادت کے حصول میں معاون ہوتے ہیں افعال جمیلہ کہلاتے ہیں اور جن کے ذریعہ ان افعال کا صدور ہو فضائل کہلاتے ہیں۔ اور وہ افعال جو سعادت سے باز رکھتے ہیں افعالِ شرور کہلاتے ہیں اور جن کے ذریعے ان افعال کا صدور ہوتا ہے فارابی انہیں نقائص اور خسائس کا نام دیتے ہیں۔

فارابی نے انسانوں کے بھی مختلف مدارج قائم کئے ہیں اعلیٰ، متوسط اور اسفل وغیرہ اور جس طرح اعضاء انسانی میں بعض ایک دوسرے کے تابع ہوتے ہیں۔ فارابی نے یہی کیفیت انسانوں کی بیان کی ہے۔ ان کی نظر میں بعض افراد میں قوت متخیلہ قوی ہوتی ہے اور خارجی محسوسات کا ان پر اتنا اثر نہیں ہوتا۔ وہ نہ تو قوت ناطقہ کے خادم ہوتے ہیں اور نہ ہی قوت متخیلہ کے، بلکہ وہ ان دونوں قوتوں سے کام لینے کے باوجود اپنے مخصوص افعال کو حالت بیداری میں اس طرح انجام دیتے ہیں جس طرح خواب کی حالت میں ـــــــ اس سے کم مرتبہ افراد وہ ہیں جو ان تمام اُمور کو صرف عالم بیداری میں دیکھتے ہیں یا صرف عالم خواب میں۔ اور ان کا یہ دیکھنا اس مادی آنکھ کے ذریعے نہیں ہوتا بلکہ تخیّل کے ذریعہ ہوتا ہے ـــــــ فارابی نے ان سے بھی کمتر لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو صرف عالم خواب میں دیکھتے ہیں۔ وہ ایسے افراد کی تقسیم اس طرح کرتے ہیں:۔

"بعض افراد حالت بیداری میں جزئیات کا ادراک کرتے ہیں بعض افراد حالت بیداری میں معقولات کا ادراک کرتے ہیں جزئیات کا نہیں بعض افراد حالت بیداری میں کسی کا ادراک نہیں کرتے بلکہ صرف ان اشیاء کو دیکھتے ہیں جو صرف خواب میں پیش آتی ہیں ـــــــ بعض اوقات چند عوارض کی وجہ سے انسانی مزاج میں خرابی پیدا ہو جانے کی وجہ سے انسان کے تخیّلات میں فساد ہونے لگتا ہے"۔

فارابی کے خیال میں ایسے انسان کی نظر میں اشیاء کا نہ کوئی خارجی وجود ہوتا ہے اور نہ کوئی وجودِ تمثلات، اس قسم کے لوگ مجنوں اور پاگل کہلاتے ہیں۔

فارابی نے مغربی مفکرین سے کئی سو سال پہلے نظریۂ مملکت پیش کیا۔ ہالبس (۱۵۸۶ تا ۱۶۷۹) کی نظر میں معاہدہ کی بنیاد شک و شبہ، جملہ حقوق ترک کر دینے اور نظریہ شخصیت پر مبنی ہے۔ اس کے برعکس فارابی نے جنگجو فطرت، حقوق کے ایک حصّہ کو ترک کر دینے اور جمہوریت کو اپنانے پر زور

دیا۔ فارابی مغربی مفکرین کے مقابلہ میں حقیقت سے نہ صرف قریب ہیں بلکہ ان کے نزدیک معاہدہ عمرانی مملکت کی ابتداء کا سبب نہیں بلکہ اس پر کاروبار مملکت کی اساس رکھی گئی ہے۔ فارابی کی مثال ریاست شہری ریاست ہے ـــــ جس طرح افلاطون نے معیاری ریاست کا نظریہ پیش کیا ہے دونوں مفکرین کے عہد میں کئی خود مختار ریاستیں قائم تھیں لیکن فرق اتنا ہے کہ افلاطون کے عہد کی شہری ریاستیں محدود تھیں اور فارابی کے عہد کی غیر محدود ـــــ نیز افلاطون اپنے مثالی فرمانروا کے لئے فلسفی ہونے کی شرط رکھتا ہے فارابی نے فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ پیغمبر ہونے کی شرط بھی عائد کی ہے ـــــ لیکن فارابی اس چیز کا بھی قائل ہے کہ ایسے افراد ہر زمانے میں نہیں ہوا کرتے لہٰذا اس کا متبادل حل بھی پیش کرتے ہیں۔

فارابی کے نزدیک تمام انسان بلحاظ عقل مساوی درجہ نہیں رکھتے۔ ان کا کہنا ہے کہ قائدین میں جو سب سے زیادہ قوی کا مالک ہوگا وہی قائد اوّل ہوگا اور اسی طرح قائد اوّل قائد دوم کی اور قائد دوم قائد سوم کی رہنمائی کرے گا۔ گویا فارابی نے آج سے ایک ہزار سال قبل جمہوریت اور اس کی مکمل کابینہ کا تصوّر پیش کر کے دُنیا کو اس سے روشناس کرایا۔

رئیس اوّل کے سلسلے میں فارابی کا کہنا ہے کہ اس سے زیادہ عاقل کوئی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ہو تو اسے رئیس اوّل بنانا چاہیئے۔ انہوں نے رئیس اوّل کے لئے بارہ صفات ضروری قرار دی ہیں نیز انہیں اس چیز کا بھی شدّت سے احساس تھا کہ ایسا فرد ناممکن الحصول ہے ـــــ یہ سب کی سب صفات ایک شخص میں نہیں ہو سکتیں۔ پس اگر اس میں پانچ یا چھ خوبیوں کا حامل دستیاب ہو جائے تو بہت حد تک ایک عمدہ حکمران ثابت ہو سکتا ہے۔ نیز اس قسم کے آدمی کے نہ ملنے کی صورت میں وہ کہتے ہیں کہ پھر ایسے فرد کو رئیس اوّل بنانا چاہیئے جس نے ان صفات کے حامل انسان کے زیر تربیت پرورش پائی ہو۔ اس تجویز سے فارابی کے اس عقیدہ کی وضاحت ہوتی ہے کہ انسان عمدہ صفات کے لحاظ سے روبہ تنزّل ہے۔ نیز ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین بنی اُمیّہ، اور بنی عباس کی مثالیں موجود تھیں جس سے انہوں نے اندازہ کر لیا کہ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا انسان اخلاق فاضلہ سے محروم ہوتا جائے گا۔

رئیس اوّل کی صفات کے ساتھ ساتھ فارابی نے معیاری شہر کے داخلی نظام کو بھی بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ:۔

"رئیس اوّل کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق عہدوں پر فائز کرے۔ اور اگر صحیح معنوں میں تمام عہدے مستحق لوگوں کو دیئے جائیں تو ہم اسی حکومت کو منظم کہیں گے۔ ورنہ نہیں۔"

فارابی رئیس اوّل اور دیگر امراء کے فرق کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ رئیس اوّل کسی سے ہدایت نہیں لیتا بلکہ اپنے ماتحت عملہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ فارابی کی نظر میں حکومت کا ہر عامل حاکم بھی ہے اور محکوم بھی۔ یہاں تک کہ آخری عہدہ آجاتا ہے جس پر فائز شخص اپنے امیر بالا کی اطاعت کرتا ہے اور کسی کو حکم نہیں دیتا۔

معیاری ریاست کے مقابلے میں فارابی غیر معیاری ریاست کا نظریہ بھی پیش کرتے ہیں۔ ان کے نظریے کے مطابق غیر معیاری ریاست معیاری ریاست کی شرائط کی تکمیل نہیں کرتی۔ وہ ایسی مملکتوں کے قیام کے حسب ذیل اسباب بیان کرتے ہیں:۔

* طاقت اور قوت سے سلطنت وجود میں آتی ہے فارابی کا خیال ہے کہ قوی میں ضعیف کو مغلوب کر لینے کا جذبہ

فطری ہے۔

* ایک خاندان یا کنبہ کے افراد دوسروں کی نسبت زیادہ طاقتور ہوتے ہیں اور یہ سلطنت کے قیام کا باعث بنتے ہیں۔

* حکمران جب افراد کی باقاعدہ تنظیم کرتا ہے تو اس کا یہ امر مملکت کے قیام کا سبب بنتا ہے۔ المرابطین اور الموحدین اور انیسویں صدی میں سوڈان کے مہدی محمد احمد کی قائم کردہ حکومتیں فارابی کے اس نظریہ کی عمدہ مثالیں ہیں۔

* ایک ہی خطہ کے باشندے باہم متحد ہو کر مملکت کے قیام کا باعث ہوتے ہیں۔

غرض یہ کہ ابونصر فارابی ایک مفکر، ایک منطقی ماہر نفسیات ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر علم نباتات، اور سیاسیات بھی ہیں۔ مغرب کے اہل علم نے ابونصر فارابی کے افکار کو سراہا اور اپنے نظریات میں وسعت پیدا کی ہے۔

بقیہ کائنات - از صفحہ ۲۶

نوری سال دیکھ سکتے ہیں اور ایک RADAR کی مدد سے B - ۴ بلین نوری سال دیکھ سکتے ہیں۔ کائنات کی وسعتیں انسان کی ہمت کے لیے ایک چیلنج ہے۔

بقیہ:۔ حضرت امام ترمذیؒ از صفحہ ۱۷

احادیث کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جامع ترمذی میں بخاری اور مسلم کے مقابلے میں احادیث بہت کم ہیں مگر تکرار بھی ان سے کم ہے اس میں دو باب البتہ خاص طور پر وسیع اور مفصل ہیں یعنی مناقب اور تفسیر القرآن۔ یہ ابواب باقی تین سنن میں مفقود ہیں۔

اس کتاب کے ابواب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً نصف کتاب مسائلِ علم کلام (قدر قیامت۔ جنت۔ جہنم۔ ایمان۔ قرآن) معتقدات شمائل (فتن، رؤیہ) عبادات (زہد۔ ثواب القرآن، دعوات) تربیت و آداب (استئذان، ادب) اور سیرِ صحابہ (مناقب) سے تعلق رکھتی ہے۔ جامع الترمذی کے آغاز میں مکمل سند درج ہے اور اسے اس راوی تک پہنچایا گیا ہے جس سے کتاب مروی ہے اور اس کے خاتمے پر ایک مختصر سا بیان اور دعا ہے۔

قرار دادِ تعزیت بر وفات محترم مولوی محمد صاحب
امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ امیر جماعتہائے احمدیہ بنگلہ دیش محترم مولوی محمد صاحب کی وفات پر دلی غم و اندوہ اور تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ آپ ان ممتاز مقام رکھنے والے بزرگوں میں سے تھے جو اگرچہ بہت بعد میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے لیکن اپنے زہد و ورع، تقویٰ طہارت، اخلاص و وفا اور جماعتی خدمات کے قابلِ رشک ریکارڈ کی وجہ سے بعد میں آنے والے بہتوں پر سبقت لے گئے اور نئی نسلوں کے لئے قابلِ تقلید مثال قائم کرنے کی غیر معمولی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

محترم مولوی محمد صاحب مغربی بنگال کے ضلع بکوڑا کے گاؤں کوری شانتی میں ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں آپ نے بی اے تک تعلیم مکمل کر کے گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد آپ سول کورٹ میں ملازم ہوئے اور ۳۳ سال ملازمت کرنے کے بعد ڈسٹرکٹ کورٹ کمیلا سے ریٹائر ہوئے۔ ملازمت کے دوران ۱۹۳۴ء میں جبکہ آپ کی عمر ۳۳ سال تھی آپ کو اپنی نیک فطرت کی وجہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت ملی۔ اس غیر معمولی سعادت کے حصول کے بعد آپ صدق و صفا اور اخلاص و وفا میں ترقی کرتے چلے گئے۔ آپ کو مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہ کر خدمات بجالانے کی توفیق ملی حتیٰ کہ ۱۹۴۹ء میں آپ مشرقی پاکستان کے امیر جماعت احمدیہ مقرر ہوئے۔ آپ اس عہدہ جلیلہ پر ۱۹۵۶ء تک فائز رہے۔ بعد ازاں ۱۹۶۲ء سے ۱۹۸۷ء تک امیر جماعتہائے احمدیہ بنگلہ دیش کے فرائض بہت محنت اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ اس طرح آپ کو مجموعی طور پر ۳۱ سال تک علی الترتیب مشرقی پاکستان اور بنگلہ دیش میں امیر جماعتِ احمدیہ کی گرانبار ذمہ داریاں بحسن و خوبی سرانجام دینے کی غیر معمولی توفیق ملی۔

آپ نے مختلف علمی اور دینی موضوعات پر بنگلہ زبان میں ایک درجن سے زائد کتب تصنیف فرمائیں جو بہتوں کیلئے حصولِ ہدایت کا موجب ہوئیں۔ علاوہ ازیں آپ نے سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی متعدد کتب اور حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ کی تفسیر کبیر میں سے متعدد سورتوں کی تفسیر کا بنگلہ میں ترجمہ کیا۔ نگران بورڈ کے رُکن رہے۔ ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۴ء جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں اہم موضوعات پر تقاریر فرمائیں۔

۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۹ء تک جلسہ سالانہ کے ایک اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی آپ کے حصہ میں آتا رہا۔ ۱۹۷۸ء میں کسرِ صلیب کی بین الاقوامی کانفرنس منعقدہ لندن میں جماعتہائے احمدیہ بنگلہ دیش کی نمائندگی کا شرف بھی آپ کو ملا۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی زیرِ ہدایت قرآن کریم کے بنگلہ ترجمہ کے لیے جو بورڈ مقرر ہوا تھا اس میں بحیثیت صدر آپ کو بہت گرانقدر علمی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ پیرانہ سالی کے باوجود آپ نے بہت تندہی، عرق ریزی اور جاں فشانی سے اس کام کو سرانجام دیا۔ الغرض آپ کی ساری زندگی ہی خدمتِ سلسلہ میں بسر ہوئی اور خدمت بجالاتے ہوئے آپ نے ۵؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء قریباً سوا تین بجے شب داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ مرحوم کے دینی خدمت کے جذبہ کا اندازہ اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ ایک بیٹا واقفِ زندگی اور بنگلہ دیش میں مربی ہے اور دو بیٹیاں بھی واقفینِ زندگی کے عقد میں ہیں۔ آپ کے دامادوں میں ہمارے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم محمود احمد صاحب شاہد اور مکرم احمد صادق صاحب مربی بنگلہ دیش شامل ہیں۔

ہم محترم مولوی صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ اور افرادِ خاندان کے علاوہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور آپ کی اہلیہ محترمہ سے بالخصوص تعزیت کرتے ہیں اور آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

گرانقدر خدمات سرانجام دینے اور نئی نسلوں کے لیے خدمت و فدائیت کی مثال قائم کرنے والے ایسے جلیل القدر بزرگ کی وفات ایک جماعتی صدمہ اور نقصان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ محترم مولوی محمد صاحب کی خدماتِ جلیلہ کو قبول فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقامِ قرب سے نوازے۔ آپ کی اولاد کا دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو اور آنے والی نسلوں کو آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خدمت و فدائیت کی مثالیں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ہم ہیں اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

آج کی تحریر

پیارے لوگ

(محمد یاسین پاشا۔ لاہور)

میری آج کی تحریر اُن لوگوں کے نام ہے جو کسی بھی طرح سے دوسروں کے کام آتے ہیں۔ یعنی دوسروں کے لیئے زندہ رہتے ہیں، جو دوسروں کے لیئے کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی اچھا، انمول اور نیک کام کرجاتے ہیں۔ پاکستان کے حوالے سے مَیں کس کس کا نام لوں۔ تاریخ کو پڑھوں تو تاریخ ہزاروں نام بتلاتی ہے اور اَن گنت نام، لاکھوں کروڑوں نام ایسے ہیں جنہیں تاریخ محفوظ نہ کرسکی۔ مَیں تو اُن سب کو قائد سمجھتا ہوں کہ اگر وہ نہ ہوتے اور ان کی گمنام قربانیاں نہ ہوتیں تو شاید دُنیا کے نقشے پر پاکستان کا نام نہ ہوتا۔

تو اے وہ لوگو! تم کسی بھی قوم سے ہو کسی بھی دَور کے ہو، کسی بھی مُلک کے ہو، کسی بھی مذہب کے ہو، اگر تم انسانیت کے لیئے، محبت کے لیئے، اپنے وطن کی مٹی کے لیئے ایثار دکھلاتے ہو، تمہارے دل میں احساس، تڑپ اور درد ہے، اپنائیت ہے، تم دوسروں کے لیئے زندہ رہتے ہو، کوئی نہ کوئی اچھا، نیک، انمول، سماجی و معاشرتی مقصد رکھتے ہو جس سے دوسروں کی بے غرضانہ بھلائی ہو، استحکام ہو، خوشی پنہاں ہو اور پھر اُس مقصد میں تمہیں نقصان بھی ہوجائے تو تم پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ تمہارے قدم اور تیز ہوجاتے ہیں

تو اے میرے دوستو! میرے ہم نفسو تمہیں میرا سلام، تم ہی زمین کے چاند ہو، تم ہی سے یہ زمین آباد ہے، تم پر قوموں کو فخر رہے گا، نسلیں تمہیں زندہ رکھیں گی اور آئندہ نسلیں تمہاری خوشہ چین ہونگی۔ وقت تمہیں دُہراتا رہے گا۔ تمہاری تاریخ مٹنے والی نہیں ہوگی۔ فطرت تمہیں نورانی لفظوں سے لکھے گی اور مؤرخ سنہری حروف سے۔

اے وہ لوگو! تم جہاں کہیں بھی ہو تم پر سلامتی ہو۔ میری دعا ہے کہ تم اپنے فرائض اور اپنے مقاصد سے کبھی غافل نہ ہو، تا آنے والی نسلیں تمہاری تقلید کریں۔ اسی لیئے مَیں نے تمہیں اپنی تاریخ میں لکھ لیا تا تمہیں ہمیشہ کے لیئے محفوظ کرلوں۔ اندر اپنے دل میں اور باہر اپنی ڈائری میں، اپنی تاریخ میں، تا دنیا تمہیں پڑھ سکے۔

دوستو ہرگز نہیں یہ ناچ اور گانے کے دن
مشرق و مغرب میں ہیں یہ دِیں کے پھیلانے کے دن
دوستو اب بھی کرو توبہ اگر کچھ عقل ہے
ورنہ خود سمجھائے گا وہ یار سمجھانے کے دن
(کلام محمود)

(جناب سید احسن اسماعیل صدیقی - گوجرہ)

خاکسار کی ایک دیرینہ خواہش اور درخواست پر میرے پیارے آقا و مرشد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جون ۱۹۸۷ء میں ازراہِ شفقت اور احسن نوازی اپنا ایک ذاتی قلم مبارک خاکسار کو مرحمت فرمایا ہے جسے پاکے ارتجالاً ذیل کے چند اشعار موزوں ہو گئے، جو حقیقت آمیز ہیں۔

قلم پاکر میں فرطِ شوق سے کچھ اس طرح جھوما
کہ سینے سے لگایا اس کو اور پھر بارہا چوما

سجایا اس کو اپنی میز پر بے حد عقیدت سے
جنونِ شوق میں اُٹھا اور اس کے چار سُو گھوما

قلم بخشا

کسی سلطان نے اک بے نوا کو جامِ جم بخشا
دلِ ویراں کو گویا اک گلستانِ ارم بخشا

بھلا فرطِ مسرّت سے نہ میں کیوں جھوم جھوم اٹھوں
میرے آقا نے اپنے ہاتھ سے مجھ کو قلم بخشا

تبرک کیا دیا تعویذ ہے یہ پیر و مرشد کا،
جہادِ زندگی میں کامرانی کا عَلَم بخشا

نگاہِ لُطف کیا اُٹھی کہ چشم و دل ہوئے روشن،
کچھ ایسا نورِ عرفاں مجھ کو اللہ کی قسم بخشا

پیامِ صبر و استقلال بخشا اور دعائیں دیں،
مجھے کانٹوں میں رہ کر مسکرانے کا بھرم بخشا

مرے غم خانۂ دل کو مسرّت کی بشارت دی،
یہ کیا ہاتف نے پیغامِ محبّت صبحدم بخشا

نہیں اب دل میں کوئی خوف تیز و تند طوفاں کا
کچھ ایسا حوصلہ آقا نے مجھ کو دم بدم بخشا

"تم میں سے جو شخص بُرائی دیکھے اور اس میں طاقت ہو تو وہ اُس کو اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر اُس میں اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے بُرا منائے اور یہ کمزوری کے لحاظ سے ایمان کا آخری درجہ ہے۔"

(حدیثِ نبویؐ)

اخبارِ مجالس

آگے قدم بڑھائے جا!

خدمتِ خلق

قیادت نور راولپنڈی

عید الاضحی کے موقعہ پر ایک منظم پروگرام ترتیب دیا گیا۔ ۵ راگست ۱۹۸۷ء کو عید گاہ میں صبح ۱۱ بجے سے رات ۱½ بجے تک وقارِ عمل کیا۔ احباب کے لیئے ٹھنڈے پانی کا بندوبست کیا گیا۔ ۱۲ اطفال نے پانی پلانے کے کام میں شرکت کی۔ قربانی کا گوشت ۷۷ گھرانوں تک پہنچایا گیا۔ نیز ۱۰ بنڈل سویاں، ۵ کلو چینی، ۴ جوڑے کپڑا اور ۱۴۰۰/- روپے بلا امتیاز عقیدہ و مسلک نقد تقسیم کیئے گئے۔

۲۳ گھرانوں تک جاکر ۲۵ کلو مٹھائی تقسیم کی گئی اور انہیں عید کی خوشیوں میں شامل کیا گیا۔

صدر کراچی

مئی، جون ۱۹۸۷ء کی رپورٹ۔

- ۱۹ مریضوں میں ۲۹۵۰/- روپے کا پھل تقسیم کیا گیا ۳۰ خدام نے حصہ لیا۔
- ۳ بیماروں کو ۸ خدام نے خون دیا۔ ۳ خدام کی بلڈ گروپنگ کروائی گئی۔
- ایک یوم بچت مناکر ایک ہزار روپے جمع کئے گئے۔ یہ رقم تھرپارکر کے قحط زدگان کے لیئے بھجوائی گئی۔
- بیماروں میں ۲۱۰/- روپے کی ادویات تقسیم کی گئیں۔
- ایک ضرورت مند کو یکصد روپیہ دیا گیا۔
- دو بکرے صدقہ کرکے غرباء میں گوشت تقسیم کیا گیا۔

وقارِ عمل

قیادت نور راولپنڈی

۵ راگست کو بعد نماز فجر سٹیلائٹ ٹاؤن میں وقارِ عمل کیا گیا۔ ۵۹ خدام نے ۴ گھنٹہ تک مسلسل ۵۰۰ فٹ سے زائد گلیوں کی مرمت کی۔ وقارِ عمل کے لیئے بیلچے، کدالیاں نیز بجری، اینٹ، مٹی اور دوسرا سامان بھی علاقہ کے غیر از جماعت دوستوں نے مفت مہیا کیا۔ بعض نوجوانوں نے خدام کو مقررہ مقام تک لانے کے لیئے اپنی ٹرانسپورٹ رضا کارانہ طور پر پیش کی۔

مغلپورہ لاہور

قیادت ضلع کے تحت ۱۳ اگست کو ہونے والے وقارِ عمل بمقام دارالذکر میں حصہ لیا۔ اسی طرح عید گاہ کی صفائی کی گئی۔ نیز ۲۸ راگست کو مثالی وقارِ عمل کیا گیا۔ ۴۴ خدام نے ۲ گھنٹے کام کیا۔ پائپ بچھاکر راستہ

درست کیا گیا۔

نوکوٹ ضلع تھرپارکر ۷ راگست کو چوتھا مثالی وقار عمل ہوا۔ جو ۲ گھنٹے جاری رہا۔ شہر کی حدود میں ریلوے پھاٹک کے پاس پکی سڑک کے اختتام پر واقع گڑھے درست کئے گئے۔

گوٹھ احمدیہ ضلع تھرپارکر ۲۱ راگست کو مثالی وقار عمل ہوا۔ ۱۰ خدام اور ۵ راطفال نے ۲ گھنٹے تک محنت سے کام کیا۔ ۲۵۴/- روپے اکٹھے کر کے بیت الحمد میں نلکا لگوایا جس کی مزدوری خدام نے کی۔ گاؤں میں چوپایوں کے لئے پانی کی دقت دور کرنے کی خاطر ۳۰۰/- روپے اکٹھے کر کے تالاب کی مرمت کی گئی۔

تربیتی کلاسیں

لولہ شریف ۲۸ رجون ۱۹۸۷ء۔ انصار اور مستورات نے بھی شرکت کی۔

لالیاں ۱۲ رجون۔ خدام و اطفال کی حاضری سو فیصد تھی۔

ربوہ ۱۲ رتا ۲۵ راگست۔ ۱۳ مجالس کے ۶۸ خدام نے شرکت کی۔ کلاس روزانہ ۷ تا ۱۰ بجے جاری رہی۔ جس میں قرآن کریم کا ترجمہ، چہل احادیث، عام دینی معلومات، تاریخ احمدیت اور علم کلام پڑھانے کے علاوہ علماء کرام سے تربیتی تقاریر کروائی گئیں۔ آخر پر تحریری امتحان بھی لیا گیا۔ قائم مقام صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے اختتامی تقریب سے خطاب فرمایا اور انعامات تقسیم کئے۔

محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر دوسری دس روزہ تربیتی کلاس ۲۰ رتا ۳۱ رجولائی منعقد ہوئی۔ ۳۰ خدام و اطفال شریک ہوئے۔

کھوکھر غربی ضلع گجرات ۳۱ رجولائی۔ ۷۰ راطفال ۶۰ خدام، ۵۰ رانصار اور ۱۵۰ مستورات نے شرکت۔ انعامات بھی دیئے گئے۔

ملتان چھاؤنی ۲۳ راپریل۔ علمی تقاریر کے علاوہ وقار عمل بھی کیا گیا۔

اجتماعات

قیادت ضلع راولپنڈی ۱۰، ۱۱ رستمبر کو بیت النور میں دو روزہ اجتماع ہوا۔ علمی و تربیتی تقاریر ہوئیں۔ نیز علمی و ورزشی مقابلے بھی ہوئے۔ اجتماع میں ۵۷۸ خدام شامل ہوئے۔ مرکزی نمائندگان نے بھی شرکت کی۔

صحتِ جسمانی

قیادت ضلع کراچی ۲۶ رتا ۲۸ رجون ۱۹۸۷ء دار الصدر میں ضلعی ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ جس میں ۷ مجالس کے ۲۲ خدام نے حصہ لیا۔

قیادت نور راولپنڈی ۲۴ رجولائی ۱۹۸۷ء کو واہ گارڈن میں پکنک منائی۔ ۸۵ خدام شریک ہوئے۔

محمد آباد اسٹیٹ ۸؍ اگست کو نہر کے کنارے پکنک منائی۔ ۵۰ سے زائد خدام و اطفال شریک ہوئے۔

خاص جلسے

چک سکندر ۳۵ ۲۸؍ مئی کو یوم قدرت ثانیہ کا جلسہ کیا۔ حاضری ۲۵۰ کے لگ بھگ تھی۔

مغلپورہ لاہور ۱۴؍ اگست کو بیت الذکر میں یوم آزادی کا جلسہ کیا گیا۔

قیادتِ نور ۱۴؍ اگست کو بعد نماز فجر مقامی بیت الحمد میں خصوصی دعائیں کی گئیں۔ آزادی کے موضوع پر ایک تقریر ہوئی۔ اجلاس میں ۲۹؍ اطفال اور ۱۷؍ خدام شامل ہوئے۔

مجلس انصار سلطان القلم

مجلس انصار سلطان القلم ماڈل ٹاؤن لاہور بڑی تندہی اور دلجمعی سے تحریری سرگرمیوں میں مشغول ہے۔ یہ مجلس ہر سہ ماہی میں ایک مختصر تربیتی کتابچہ بھی منظرِ عام پر لاتی ہے جو مجلس ہی کے ممبران کی کاوشوں سے مرتب ہوتا ہے۔ ۱۹۸۷ء کی تیسری سہ ماہی میں "تربیتِ اولاد" کے عنوان سے ۲۴ صفحات پر مشتمل کتابچہ سامنے آیا ہے۔ جس میں بڑی عمدگی کے ساتھ زیرِ بحث موضوع کے مختلف حصوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح علمی اور روحانی تربیت میں بڑا خوبصورت امتزاج پیدا کیا گیا ہے۔ امید ہے مجلس اسی طرح قدم آگے بڑھاتی رہے گی۔

متفرقات

بہاولپور شہر۔ جون ۸۷ء کی کارکردگی کا خلاصہ

- شعبۂ تعلیم کے تحت جون ۸۷ء سے اگست ۸۷ء کے آخر تک ہر جمعرات کو ۵½ تا ۹½ بجے مسلسل ۴ گھنٹے تربیتی کلاس منعقد ہوتی رہی۔
- شعبۂ اشاعت کے تحت ماہنامہ خالد کی خریداری میں ۱۴، اور تشحیذ کی خریداری میں ۲؍ افراد کا اضافہ کیا گیا۔
- شعبۂ اعتماد کے تحت سالِ رواں میں ہر ماہ ایک اجلاسِ عام اور دو اجلاسِ عاملہ منعقد کئے جاتے رہے۔

اعلیٰ و معیاری اینٹیں و ٹائلیں
بارعایت خریدنے کیلئے تشریف لائیے
نیشنل برکس کمپنی
حافظ آباد روڈ۔ شیخوپورہ
پروپرائٹر:۔ صغیر احمد
فون رہائش:۔ ۴۲۷۵
۳۰۷۵

اجتماعات کا التوا

خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے مرکزی سالانہ اجتماعات جو ۲۳-۲۴-۲۵ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کو منعقد ہونے والے تھے۔ تاحال سرکاری حکام کی طرف سے اجازت نہ ملنے کی بناء پر ملتوی کیے جاتے ہیں۔

جملہ خدام و اطفال مطلع رہیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مقابلہ بین الاضلاع کے نتائج

برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء مجلس خدام الاحمدیہ کے مقابلہ بین الاضلاع میں حسن کارکردگی کی بناء پر قیادت ضلع کراچی اوّل قرار پاکر انعامی شیلڈ اور سندِ امتیاز کی مستحق قرار پائی۔

جبکہ قیادت ضلع فیصل آباد دوم اور قیادت ضلع لاہور سوم قرار پاکر سندات امتیاز کی حقدار قرار پائی ہیں۔

مقابلہ میں آنے والے دیگر اضلاع مندرجہ ذیل ہیں:-

ضلع لاڑکانہ چہارم۔ قیادت ضلع ڈیرہ غازیخان پنجم۔ قیادت ضلع شیخوپورہ ششم اور قیادت ضلع قصور ہفتم۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

آخری صفحہ

امانت دار

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ایک رفیق اور خسر حضرت میر ناصر نواب صاحب محکمۂ نہر میں ملازم تھے۔ افسرانِ نہر نے ایک قاعدہ کے ماتحت اُن سے سو روپیہ کی نقد ضمانت طلب کی۔ اُن کے معاصرین نے زرِ ضمانت داخل کر دیا۔ مگر میر صاحب نے کہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے اور فی الحقیقت نہیں تھا۔

جو کام اُن کے سپرد تھا (اوورسیری کا) وہ اس میں ہزاروں روپیہ پیدا کر سکتے تھے۔ اور لوگ کرتے تھے مگر وہ حلال اور حرام میں امتیاز کرتے تھے۔ اور ان کی ملازمت کا عہد رشوت ستانی کے داغ سے بالکل پاک رہا۔ اور اکلِ حلال ان کا عام شیوہ تھا۔

غرض انہوں نے صاف کہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں۔ دوستوں اور افسروں نے ہر چند کہا کہ آپ روپیہ کسی سے قرض لے کر داخل کر دیں۔ مگر آپ یہی کہتے رہے کہ مَیں قرض ادا کہاں سے کروں گا میری ذاتی آمدنی سے قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ اور رشوت مَیں لیتا نہیں۔ آخر ان کو نوٹس دیا گیا کہ یا تو روپیہ داخل کرو ورنہ علیحدہ کیے جاؤ گے۔ انہوں نے عزم کر لیا کہ علیحدگی منظور ہے۔ مگر معاملہ چیف انجنیئر تک پہنچا۔ جب اُس نے کاغذات کو دیکھا تو اُسے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اس کے محکمہ میں

ایسا امین موجود ہے۔

وہ جانتا تھا کہ سب اوورسیر ہزاروں روپیہ کما لیتے ہیں۔ جو شخص ایک سَو روپیہ داخل نہیں کر سکتا۔ اور اسے علم ہے کہ اِس عدمِ ادخال کا نتیجہ ملازمت سے علیحدگی ہے۔ قرض بھی نہیں لیتا کہ اُس کے ادا کرنے کا ذریعہ اس کے پاس نہیں یقیناً وہ امین ہے۔ اور میر صاحب کو اُس نے ادخالِ ضمانت سے مستثنیٰ کر دیا۔

(حیاتِ ناصر صفحہ ۲۰-۲۱)

Monthly KHALID RABWAH

Regd. No. L5830

OCTOBER 1987

شفقتِ بے پایاں کا نہایت پیارا انداز

محترم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ
اپنے آقا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ہمراہ

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ انگلستان محترم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہمراہ